بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالی معاملات میں

اعانت علی المعصیۃ

(تنقیح عبارات وتطبیق مسائل)

مرتب

محمد عبدالعلیم قاسمی

خادم کہف الایمان حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام رسالہ	مالی معاملات میں اعانت علی المعصیۃ تنقیح عبارات وتطبیق مسائل
نام مرتب	محمد عبدالعلیم قاسمی خادم کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد
	فون نمبر:9063802770
صفحات	۱۲۳

فہرستِ مضامین

عرض مرتب	۱
چند وضاحتی امور	۳
موضوع سے متعلق آیات قرآنیہ	۵
پہلی آیت	۵
دوسری آیت	۶
تیسری آیت	۷
چوتھی آیت	۹
پانچویں آیت	۱۰
چھٹی آیت	۱۰
موضوع سے متعلق احادیث مبارکہ	۱۱
پہلی حدیث	۱۱
دوسری حدیث	۱۲
تیسری حدیث	۱۳
چوتھی حدیث	۱۳
پانچویں حدیث	۱۴

چھٹی حدیث	۱۴
ساتویں حدیث	۱۵
آٹھویں حدیث	۱۵
نویں حدیث	۱۶
دسویں حدیث	۱۶
موضوع سے متعلق آثار سلف	۱۸
پہلا اثر	۱۸
دوسرا اثر	۱۸
تیسرا اثر	۱۹
چوتھا اثر	۱۹
موضوع سے متعلق اصول، قواعد اور ضوابط	۲۰
موضوع سے متعلق عباراتِ فقہاء	۲۱
پہلا مسئلہ: سلاح کی بیع	۲۱
دوسرا مسئلہ: شیرۂ انگور کی بیع	۲۳
مسئلہ	۲۷
تیسرا مسئلہ: مزامیر کی بیع	۲۷
چوتھا مسئلہ: باندی اور امرد غلام کی بیع	۲۸
پانچواں مسئلہ: مغنیہ باندی وغیرہ کی بیع	۳۱
چھٹا مسئلہ: حرام کاروبار کے لیے املاک کا اجارہ	۳۲
مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم کی تحقیق مع تجزیہ	۳۴

ساتواں مسئلہ: مسلمان کا گرجا گھر بنانا یا خنزیر چرانا	۳۹
خلاصۂ عبارات فقہاء	۴۱
مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	۴۷
پہلی صورت کی قسمیں	۴۷
دوسری صورت کی قسمیں	۴۷
مذکورہ تحقیق پر ایک اجمالی نظر	۴۸
اعانت سے متعلق دلائل	۵۰
تسبب کے متعلق دلائل	۵۴
فتویٰ کس کے قول پر؟	۶۰
جدید عصری مسائل	۶۳
حرام کاروبار کے لیے املاک کا اجارہ	۶۳
بینک کو عمارت کرایے پر دینا	۶۳
سنیما کے لیے عمارت کرایہ پر دینا	۶۴
شراب خانے کے لیے عمارت کرایے پر دینا	۶۴
فنکشن ہال کرایے پر دینا	۶۵
نوجوان لڑکے لڑکیوں کو ہوٹل کے کمرے کرائے پر دینا	۶۵
غیر شرعی اداروں میں ملازمت	۶۷
ایسے ریسٹورنٹ اور ائیر لائن کی ملازمت جہاں حرام چیزیں بھی فروخت ہوں	۶۷
بینک کی ملازمت	۶۸
بینک کے لیے سافٹ ویئر بنانا	۷۱

بینک وغیرہ میں بجلی کا کام کرنا	۷۱
انشورنس کمپنی میں ملازمت	۷۱
اسٹاک ایکسچینج میں ملازمت	۷۲
شراب خانے میں ملازمت	۷۲
کافر ملک میں کلب کی چوکیداری کرنا	۷۲
میڈیکل بلنگ کی نوکری کرنے کا حکم	۷۲
غیر مسلموں اور ان کی عبادت گاہوں سے متعلق مسائل	۷۴
غیر مسلموں کی عبادت گاہ کی تعمیر کرنا	۷۴
مندر کے لیے چندہ بکس بنانے پر اجرت لینے کا حکم	۷۴
مورتیوں کی تجارت کرنا	۷۵
چرچ کی ویب سائٹ بنانا	۷۵
راکھی بنانا اور اس کے عوض میں اجرت وصول کرنا	۷۶
پتنگ بنانا اور اس کا کاروبار کرنا	۷۷
تصویر سازی سے متعلق مسائل	۷۸
فوٹو گرافی کے آلات فروخت کرنا	۷۸
ویڈیو گیم کرایے پر چلانا	۷۹
تصاویر اور موسیقی پر مشتمل گرافک ڈیزائنگ کا کام کرنے کا حکم	۷۹
کارٹون بنانا اور اس کا کاروبار کرنا	۷۹
ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ کی مرمت کا کاروبار	۸۰
سنیما کی ملازمت	۸۰

سنیما کے ٹکٹ خرید کر بیچنا	۸۰
میوزکل کانسرٹ (musical concert) کی ٹکٹ بیچنا	۸۱
کپڑوں پر جان دار تصاویر چھاپنے (photo printing) کا کاروبار	۸۱
مسائل متفرقہ	۸۲
گٹکھا، تمباکو اور سگریٹ وغیرہ فروخت کرنا	۸۲
نائی کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم	۸۲
حرام اشیاء کی ڈلیوری کا حکم	۸۴
بینڈ باجوں کا کاروبار	۸۵
ٹینٹ کا سامان ناجائز محافل میں دینا	۸۵
غلط چیزوں کے اشتہارات چھاپنا	۸۶
باطل مذاہب کی کتابیں جلد کرنے اور مندر کی سجاوٹ کا سامان بیچنے کا حکم	۸۶
برتھ ڈے اور ویلنٹائن ڈے پر گلاب کے پھول اور سامان بیچنے کا حکم	۸۶
پیسے لے کر امتحانی نمبرات کو زائد لکھنا	۸۷
کمپنی میں غیر شرعی امور پر اپیلکیشن بنا کر پیسے کمانا	۸۷
اسپرم بینک کے لیے سافٹ ویئر پر کام کرنا	۸۷
ناجائز امور پر مشتمل ویب سائٹ بنانا	۸۷
نیوز چینل پر بطور نیوز اینکر/ نیوز کاسٹر کام کرنا کیسا ہے؟	۸۸
نقلی سامان بنانے والی فیکٹری میں مزدوری کرنے کا حکم	۸۹
منی ایکسچینج میں کیشیئر کی نوکری کا حکم	۸۹
سرکس چلانے اور اس میں ملازمت کرنے کا حکم	۸۹

کال سینٹر میں ملازمت کا حکم	۹۰
اپنی جگہ دوسرے کو امتحان میں بٹھانے کا حکم	۹۱
مقالے کی تیاری میں طالبِ علم کو تعلیمی معاونت فراہم کرنا اور اس پر اجرت لینا	۹۱
غیر مسلم معذور و بیمار افراد کو مسلمان ملازم کا اُن کو شراب و حرام کھانا فراہم کرنا	۹۲
تصویروں کو لائک اور سبسکرائب کرنے کی اجرت لینا	۹۳
ایکس (ٹویٹر) پر لکھی ٹویٹس پر اشتہارات سے کمانے کا حکم	۹۴
غیر شرعی امور پر مشتمل ویب سائٹ بنانا	۹۶
ہوٹل کو دیکھے بغیر پیسوں کے عوض فائیو اسٹارز کا ریویو دینا	۹۷
یوٹیوب کی کمائی کا حکم	۹۸
اسائنمنٹ لکھوانے پر اجرت لینے کا حکم	۹۹
ٹک ٹاک پر بغیر میوزک کے ویڈیوز اپلوڈ کرنا	۱۰۰
چینل سبسکرائب کرنے، ویڈیوز لائک کرنے کی کمائی کا حکم	۱۰۰
انشورنس کمپنی کے لیے کالنگ ایپ بنانا	۱۰۰
ویب سائٹ بنانے والے کی کمائی کا حکم	۱۰۱
فیس بک ایڈ چلانا اور کمیشن لینا	۱۰۲
ناجائز مضامین پر مشتمل ناول کی کتب کی تصحیح کر کے اجرت لینا	۱۰۳
فلم، سیریل، اور ڈاکومنٹری وڈیوز کا ترجمہ کرنے اور اس پر اجرت لینے کا حکم	۱۰۳
star-clicks سے پیسے کمانا	۱۰۴
ویب سائٹ پر آرٹیکل لکھ کر گوگل سے اشتہارات کا کمیشن لینے کا حکم	۱۰۵
سابقہ آسمانی کتب کا سیکھنا اور غیر مسلموں کو پڑھانا	۱۰۶

انٹرنیٹ اور ٹی وی کیبل کا کام کرنا	۱۰۶
فلم انڈسٹری میں کام کرنے کا حکم	۱۰۷
ایسا آرٹیکل لکھ کر فروخت کرنا جس پر کمپنی اشتہارات چلائے	۱۰۸
آن لائن آرڈر لے کر لوگو بنانا	۱۰۹
ویڈیو کا سکرین شاٹ لینے پر ملنے والی اجرت کا حکم	۱۰۹
آن لائن کمپنی کے لیے طلبہ کے داخلہ کروانے پر کمیشن لینے کا حکم	۱۰۹
مسلم اقلیتی ممالک میں سرکاری غیر شرعی ملازمت کا حکم	۱۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض مرتب

کتبِ فتاویٰ میں اعانت علی المعصیۃ سے متعلق فتاوی اور جزئیات ملتی ہیں؛ لیکن باضابطہ اس کو موضوع بنا کر تمام متعلقہ فقہی عبارات کی تحقیق اور ایک ضابطے کی تشکیل کا کام حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا، اولاً آپ نے عربی میں ایک رسالہ بہ نام تفصیل الکلام فی مسالۃ الاعانۃ علی الحرام لکھا، پھر اس کی تلخیص احکام القرآن میں درج فرمائی، بعدازیں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے اردو زبان میں بھی اس کا خلاصہ تحریر کیا جو جواہر الفقہ میں موجود ہے، مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے بھی فقہ البیوع میں والد ماجد کی اسی تحقیق کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اسی تحقیق پر مسائل کو منطبق کیا ہے، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلاء السنن میں جو بحث کی ہے وہ بھی مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے ملتی جلتی ہے، اسی طرح متعدد اصحابِ افتاء نے اپنے فتاوی میں حضرت کی اسی تحقیق پر اپنے فتاوی کی بنیاد رکھی ہے؛ لیکن دوسری طرف ایسے بھی مفتیان کرام ہیں جنھوں نے اس تحقیق کو قبول نہیں کیا؛ بلکہ ان کا نقطۂ نظر الگ تھا، جس کی تفصیل اس کتاب میں اپنے مقام پر آئے گی۔

نیز اس موضوع پر مفتی عبید الرحمن مردان دامت برکاتہم کا رسالہ (گناہ کے کام میں تعاون کی متنوع صورتیں اور ان کے احکام) بھی نظر سے گزرا جس میں آپ نے کوئی حتمی نتیجہ تو پیش نہیں کیا؛ البتہ اس موضوع پر اب تک ہونے والے کاموں کا تعارف کرایا ہے، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض فتاوی میں عباراتِ مختلفہ کے مابین تطبیق دی ہے، حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس موضوع سے متعلق ایک مختصر مقالہ احسن الفتاوی میں موجود ہے، اسی طرح اس موضوع کے ایک خاص جزء سے

متعلق مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم کا بھی تفصیلی رسالہ (حرام کاروبار کے لیے املاک کا اجارہ) ہے۔

مجمع فقہاء الشریعۃ بامریکا نے اس موضوع سے متعلق ایک سمینار بحرین میں منعقد کیا اور اس میں بحث ومناقشہ کے بعد جو تجاویز پاس ہوئیں وہ بھی خاصے کی چیز ہیں۔

حال ہی میں مجلس فقہی تلنگانہ وآندھرا کا سوالنامہ جو اہل علم کو موصول ہوا اس کے دو تین سوالات اسی موضوع سے متعلق تھے، تو ادارۂ کہف الایمان کے مہتمم مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی زید مجدہم نے بندے کو توجہ دلائی کہ اس موضوع پر اس طرح کام کیا جائے کہ اکابر کی تحقیقات بھی آجائیں اور عصری مسائل کا حل بھی پیش کردیا جائے، اپنی کم مائیگی وبے بضاعتی کے باوجود اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس موضوع پر کام کا آغاز کیا گیا تو ابتداءً ذہن میں یہی تھا کہ مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کو بنیاد بنا کر ان ہی کا تشکیل کردہ ضابطہ آسان انداز میں لکھ دیا جائے، پھر ان پر مسائل کو منطبق کردیا جائے؛ لیکن اسی دوران عالم عرب کے حنفی عالم دکتور صلاح محمد ابوالحاج حفظہ اللہ (عمید کلیۃ الفقہ الحنفی، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ العالمیۃ، عمان اردن) کی تحریریں نظر سے گزریں، ایک تو حضرت مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے پر ان کا تفصیلی حاشیہ (تحریر الکلام علی تفصیل الکلام) ہے، جس میں انہوں نے جابجا حضرت کی تحقیق پر نقد کیا ہے، دوسرا ان کا رسالہ بہ نام خلاصۃ الکلام فی مسالۃ الاعانۃ علی الحرام فی المذہب الحنفی ہے، جس میں انہوں نے بڑے ہی مہذب اور باسلیقہ انداز میں اس موضوع سے متعلق فقہی جزئیات ومسائل اور ان کے احکام میں فقہاء کے مابین اختلافات کو اچھی طرح واضح فرمایا، یہ دو تحریریں سامنے آنے کے بعد کام کا رخ بدل گیا؛ کیوں کہ دکتور صلاح الدین ابوالحاج حفظہ اللہ کی بات زیادہ باوزن اور عباراتِ فقہاء سے اقرب محسوس ہوئی، چنانچہ ان کی تحقیق پیش نظر رکھتے ہوئے اجارہ علی المعصیۃ سے متعلق ضابطے کو مرتب ومنقح کرنے اور اس کی روشنی میں مسائل کا حل بیان کرنے کی کوشش کی گئی اور مؤید فتاوی کو بھی بطور حوالہ پیش کیا گیا۔

کام کے دوران والد ماجد دامت فیوضہم سے بھی استفادہ کیا گیا اور جن امور کی جانب آپ نے توجہ مرکوز فرمائی ان پر عمل درآمد کی کوشش کی گئی، اگرچہ فی الحال پورا رسالہ ان کی نظر سے نہیں گزارا گیا اس لیے فی الحال اس میں ان کی تائید وتصویب کا گمان نہ کیا جائے۔

یہ صرف ابھی مسودے کی شکل میں ہے، مزید ترتیب وتہذیب باقی ہے، اہل علم کے سامنے اس لیے پیش کیا جارہا ہے کہ بہت ہی نازک مسئلہ ہے، بشری غلطی کا بہت امکان ہے؛ اس لیے اہل علم اس کا مطالعہ فرما کر اغلاط کی نشان دہی کرتے ہوئے اپنی گراں قدر آراء اور مفید مشوروں سے نوازیں گے تو یہ ان کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

جو بھی اس کام میں خیر وبہتری اور صحت وصواب ہے وہ من جانب اللہ وبفضل اللہ ہے اور جو بھی خطا وغلطی ہے وہ اس حقیر ہیچ مداں کی طرف سے ہے۔

چند وضاحتی امور

☆ اس رسالے میں اہل حرب سے خرید وفروخت کے احکام سے تعرض نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ مسلمانوں یا اہل الذمۃ والصلح کے مابین دارالامن وجمہوری حکومت میں جو معاملات انجام پاتے ہیں ان کے احکام ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے؛ اس لیے ان پر اہل حرب سے معاملات کو قیاس نہ کیا جائے، اس کے احکام مختلف ہیں۔

☆ دارالاسلام میں جو امصار اور سواد کے مابین اسی طرح وہ علاقہ جو مسلم اکثریتی ہو اور وہ علاقہ جہاں بین بین تعداد ہو ان کے مابین احکام میں کتب فقہ کے درمیان فرق کیا گیا ہے، اس کو بھی اس مختصر کتابچے میں نظر انداز کیا گیا ہے۔

☆ شریعت میں واقعی قصد ونیت کا بڑا اعتبار ہے، فقہی قاعدہ بھی ہے: الامور بمقاصدھا، دوسری جانب معاملات میں امور مسلمین کو حتی الامکان صلاح وسداد پر محمول کرنا بھی ایک مسلم امر ہے، اس پس منظر میں دو باتیں عرض کرنی ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی روشنی میں قصد ونیت کو گناہ اور عدم گناہ تک محدود رکھا

جائے، رہا عقد (خواہ بیع ہو یا اجارہ) تو اس کے جواز وعدم جواز اسی طرح ان عقود سے حاصل ہونے والے اموال کی حلت وحرمت کا فیصلہ محض قصد کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی روشنی میں انہیں جواز وحلال ہی رکھا جائے۔ (بشرطیکہ وہ ماتقوم بہ المعصیۃ میں نہ آتے ہوں)

دوسری بات یہ کہ ابتداء میں تو احتیاط اور تقوی والا پہلو ہی بتایا جاتا ہے؛ لیکن احوال خواہ شخصی ہوں یا ملکی (مسلم اقلیتی وغیر اقلیتی) ان کے پیش نظر فتوی والا پہلو بھی لوگوں کو بتائے جانے کے سلسلے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔

☆ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ جن مفتیان کرام نے احتیاط وتقوی کا پہلو لیتے ہوئے بہت سے مسائل میں صاحبین رحمہما اللہ علیہما کے قول پر فتوی دیا ہے ان میں سے بھی بعض نے تقریباً صورتوں میں اجرت کو حق المحنت قرار دیتے ہوئے جائز یا زیادہ سے زیادہ جائز مع الکراہت کہا ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ج:۲۱ اور کتاب النوازل ج:۱۲ کو دیکھا جائے) اور اس سلسلے میں ان کا مستدل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول یہ مسئلہ ہے:

وعن محمد رجل استاجر رجلا ليصور له صورا او تماثيل الرجال فی بيت او فسطاط فانی اكره ذلك واجعل له الاجر. (فتاوی تاتارخانیہ ۱۵/ ۱۳۰، زکریا دیوبند)

تو اہل علم غور کر سکتے ہیں کہ کیا اس پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ جو شخص اس قسم کے کاروبار میں لگ کر اب تائب ہو رہا ہے تو اس سے یہ کہہ دینا کہ اب تک کی ساری کمائی حرام واجب التصدق ہے اس کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہیں، کہیں خدانخواستہ اس کے لیے توبہ شکن نہ بن جائے؛ اس لیے یہ پہلو بھی قابل غور ہے۔

☆ تقریباً سارے ہی مفتیان کرام نے وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حرام کاروبار یا ملازمت میں لگا ہوا ہو تو فوراً اس کو چھوڑ دینا لازم نہیں ہے؛ بلکہ اولاً جائز حلال متبادل روزگار تلاش کرے، مل جانے کے بعد اس حرام ملازمت وکاروبار کو چھوڑ دے،

اس درمیان اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے اور دل میں کام کی برائی کا احساس رکھتے ہوئے وہ کام انجام دیتا رہے، پھر جب حلال مال اس کے پاس معتد بہ مقدار میں جمع ہوجائے تو سابقہ حرام کمائی کے بقدر تھوڑا تھوڑا صدقہ کرتا رہے۔ (احسن الفتاوی ۶ / ۵۴۴، فتاوی محمودیہ ۱۷ / ۱۱۹، فتاوی عثمانی ۳ / ۳۹۴ و ۳۹۷، منتخبات نظام الفتاوی ۳ / ۲۵۳) اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مذکورہ ملازمت جائز ہوگئی؛ بلکہ اس مشورے کا حاصل یہ اھون البلیتین (دو مصیبتوں میں سے آسان مصیبت) پر عمل کرنا ہے؛ کیوں کہ بعض اوقات ترکِ ملازمت کے بعد فقر و فاقہ میں مبتلا ہوکر لوگوں کے دین و ایمان سے ہی برگشتہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (فتاوی عثمانی ۳ / ۳۹۸)

عبد العلیم

خادم کہف الایمان

یکم صفر ۱۴۴۸ھ

موضوع سے متعلق آیات قرآنیہ

پہلی آیت

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدۃ:۲)

اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔

یہ آیت اعانت علی المعصیت کے عدم جواز کے سلسلے میں صریح ہے، مفسرین کرام نے وضاحت کی ہے کہ یہ آیت باطل، گناہ، معصیت، حرام اور ظلم وغیرہ کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون وتناصر کو ممنوع قرار دیتی ہے، چنانچہ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَوْله تَعَالَى: {وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الْأَثْمِ وَالْعُدْوَانِ} نَهْيٌ عَنْ مُعَاوَنَةِ غَيْرِنَا عَلَى مَعَاصِي اللَّهِ تَعَالَى.

(احکام القرآن ۲/۳۸۱، دار الکتب العلمیۃ)

اور امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوى وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوانِ يَأْمُرُ تَعَالَى عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ بِالْمُعَاوَنَةِ عَلَى فِعْلِ الْخَيْرَاتِ وَهُوَ الْبِرُّ، وَتَرْكِ الْمُنْكِرَاتِ وَهُوَ التَّقْوَى وَيَنْهَاهُمْ عَنِ التَّنَاصُرِ عَلَى الْبَاطِلِ وَالتَّعَاوُنِ عَلَى الْمَآثِمِ وَالْمَحَارِمِ. (تفسیر ابن کثیر ۳/۱۰، دار الکتب العلمیۃ)

اور قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی لا تعاونوا علی ارتکاب المنهیات ولا علی الظلم لتشفی صدورکم بالانتقام. (تفسیر مظہری ۳/ ۱۹، مکتبۃ الرشیدیۃ پاکستان)

دوسری آیت

فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ. (القصص: ۱۷)

میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

یہ درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ایک ٹکڑا ہے جو آپ نے اس وقت فرمائی تھی جب آپ کے گھونسے سے ایک قبطی شخص مرگیا تھا، اس واقعے کے بعد آپ نے تہیہ کرلیا کہ آئندہ میں فرعون اور اس کے اہل کاروں سے مکمل علیحدگی (کیوں کہ آپ شاہی گھرانے کے فرد سمجھے جاتے تھے) اختیار کرلوں گا؛ تاکہ اس کی بالواسطہ بھی کسی بھی قسم کی مدد کا ارتکاب نہ ہو۔

پس منظر سے قطع نظر آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظلم، معصیت اور جرم جس طرح خود حرام ہے اسی طرح اس پر تعاون اور ظالم ومجرم کا مددگار بننا بھی حرام ہے، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ جملے کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنِّي لَنْ أُعِينَ بَعْدَهَا ظَالِمًا عَلَى فُجْرِهِ. (الدر المنثور ۶/ ۳۹۹ دار الفکر بیروت)

علامہ ابن عاشور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ جَعَلَ جُمْهُورٌ مِنَ السَّلَفِ هَذِهِ الْآيَةَ حُجَّةً عَلَى مَنْعِ إِعَانَةِ أَهْلِ الْجَوْرِ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِهِمْ. (التحریر والتنویر ۲۰/ ۹۳)

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے اس ارشاد سے دو مسئلے ثابت ہوئے:

مسئلہ اول یہ کہ مظلوم اگرچہ کافر یا فاسق ہی ہو اس کی امداد کرنا چاہیے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کسی مجرم ظالم کی مدد کرنا جائز نہیں۔

تیسری آیت

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ. (الانعام:۱۰۸)

(مسلمانو) جن (جھوٹے معبودوں) کو یہ لوگ اللہ کے بجائے پکارتے ہیں تم ان کو برا نہ کہو، جس کے نتیجے میں یہ لوگ جہالت کے عالم میں حد سے آگے بڑھ کر اللہ کو برا کہنے لگیں۔

اس آیت میں معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنے سے اس لیے منع کیا گیا کہ وہ ایک معصیت اور جرم عظیم کا سبب ہے، معلوم ہوا کہ معصیت پر اعانت اور اس کا سبب بننا ناجائز ہے، مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

اس واقعہ اور اس پر قرآنی ہدایت نے ایک بڑے علم کا دروازہ کھول دیا، اور چند اصولی مسائل اس سے نکل آئے۔ مثلاً ایک اصول یہ نکل آیا کہ جو کام اپنی ذات کے اعتبار سے جائز بلکہ کسی درجہ میں محمود بھی ہو (بشرطیکہ وہ اسلام کے مقاصد اور ضروری کاموں میں سے نہ ہو) مگر اس کے کرنے سے کوئی فساد لازم آتا ہو، یا اس کے نتیجہ میں لوگ مبتلائے معصیت ہوتے ہوں وہ کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے؛ کیونکہ معبوداتِ باطلہ یعنی بتوں کو برا کہنا کم از کم جائز تو ضرور ہے، اور ایمانی غیرت کے تقاضہ سے کہا جائے تو شاید اپنی ذات میں ثواب اور محمود بھی ہو، مگر چونکہ اس کے نتیجہ میں یہ اندیشہ ہو گیا کہ لوگ اللہ جل شانہ کو برا کہیں گے تو

بتوں کو برا کہنے والے اس برائی کا سبب بن جائیں گے، اس لیے اس جائز کام کو بھی منع کر دیا گیا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الْمَسْأَلَةُ الثَّانِيَةُ: لِقَائِلٍ أَنْ يَقُولَ: إِنَّ شَتْمَ الْأَصْنَامِ مِنْ أُصُولِ الطَّاعَاتِ، فَكَيْفَ يَحْسُنُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَنْهَى عَنْهَا. وَالْجَوَابُ: أَنَّ هَذَا الشَّتْمَ، وَإِنْ كَانَ طَاعَةً. إِلَّا أَنَّهُ إِذَا وَقَعَ عَلَى وَجْهٍ يَسْتَلْزِمُ وُجُودَ مُنْكَرٍ عَظِيمٍ، وَجَبَ الِاحْتِرَازُ مِنْهُ، وَالْأَمْرُ هَاهُنَا كَذَلِكَ، لِأَنَّ هَذَا الشَّتْمَ كَانَ يَسْتَلْزِمُ إِقْدَامَهُمْ عَلَى شَتْمِ اللَّهِ وَشَتْمِ رَسُولِهِ، وَعَلَى فَتْحِ بَابِ السَّفَاهَةِ، وعلى تنفير هم عَنْ قَبُولِ الدِّينِ، وَإِدْخَالِ الْغَيْظِ وَالْغَضَبِ فِي قُلُوبِهِمْ، فَلِكَوْنِهِ مُسْتَلْزِمًا لِهَذِهِ الْمُنْكَرَاتِ، وَقَعَ النَّهْيُ عَنْهُ. (تفسیر رازی ۱۳/۱۰۹، دار احیاء التراث العربی)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حُكْمُهَا بَاقٍ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، فَمَتَى كَانَ الْكَافِرُ فِي مَنَعَةٍ وَخِيفَ أَنْ يَسُبَّ الْإِسْلَامَ أَوِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَسُبَّ صُلْبَانَهُمْ وَلَا دِينَهُمْ وَلَا كَنَائِسَهُمْ، وَلَا يَتَعَرَّضُ إِلَى مَا يُؤَدِّي إِلَى ذَلِكَ، لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْبَعْثِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ. (تفسیر قرطبی ۷/۶۰، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ)

چوتھی آیت

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا. (النساء:۸۵)

جو شخص کوئی اچھی سفارش کرتا ہے، اس کو اس میں سے حصہ ملتا ہے، اور جو کوئی بری سفارش کرتا ہے اسے اس برائی میں سے حصہ ملتا ہے۔

ظاہر ہے کہ بری سفارش کرنے والا خود وہ برائی انجام نہیں دے رہا ہے؛ لیکن چوں کہ وہ اس سلسلے میں معین بن رہا ہے اس لیے اس کو بھی ممنوع قرار دیا گیا، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: مَنْ يَشْفَعْ شَفاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْها أَيْ مَن يسعى فى أمر فيترتب عَلَيْهِ خَيْرٌ كَانَ لَهُ نَصِيبٌ مِنْ ذَلِكَ. وَمَنْ يَشْفَعْ شَفاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْها أَيْ يَكُونُ عَلَيْهِ وِزْرٌ مِنْ ذَلِكَ الْأَمْرِ الَّذِي تَرَتَّبَ عَلَى سَعْيِهِ وَنِيَّتِهِ. (تفسیر ابن کثیر ۲/۳۲۵، دار الکتب العلمیۃ)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی اگر کوئی نیک کام میں سعی سفارش کرے، جیسا نبی (علیہ السلام) کا مسلمانوں کو جہاد کی تاکید فرمانا، یا کوئی بری بات میں ساعی ہو، جیسا منافق اور سست مسلمانوں کا جہاد سے ڈر کر دوسروں کو بھی ڈرانا، تو اول صورت میں ثواب کا اور دوسری صورت میں گناہ کا حصہ ملے گا، ایسے ہی اگر کوئی محتاج کی سفارش کر کے دولت مند سے کچھ دلوا دے تو یہ بھی خیرات کے

ثواب میں شریک ہوگا، اور جو کوئی کافر مفسد یا سارق کو سفارش کر کے چھڑا دے، پھر وہ فساد اور چوری کرے تو یہ بھی شریک ہوگا فساد اور چوری میں۔ (فوائد عثمانی)

پانچویں آیت

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ .

(الاحزاب:۳۲)

لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے۔

عورت کا نزاکت کے ساتھ بات کرنا فتنے کا سبب بن سکتا تھا تو اس سبب پر بھی آیت مذکورہ میں پابندی لگادی گئی۔

چھٹی آیت

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ . (ہود: ۱۱۳)

اور (مسلمانو) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا، کہیں دوزخ کی آگ تمہیں بھی آ پکڑے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے ذیل میں ایک حدیث ذکر کی ہے جس کا مفہوم ہے: جو شخص کسی ظالم کے ساتھ اس کو تقویت پہنچانے کی غرض سے چلے تو وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ (تفسیر مظہری ۵ / ۱۲۳) اسی طرح تفسیر ابن ابی حاتم کے حواشی میں بھی یہ حدیث ذکر کی گئی ہے؛ البتہ اس میں سزا کے طور پر یہ بات ذکر کی گئی کہ پل صراط پر اس شخص کے قدم پھسل جائیں گے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳ / ۸۰۴)

موضوع سے متعلق احادیث مبارکہ

پہلی حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ.

(ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۶۷۴)

اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر، جو شراب کو کسی کے پاس لے جائے اور جس کے پاس لے جائے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے:

بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْعَصِيرِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا وَكُلِّ بَيْعٍ أَعَانَ عَلَى مَعْصِيَةٍ.

گویا مذکورہ حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہر ایسا معاملہ ممنوع و ناجائز ہوگا جس میں معصیت کی اعانت لازم آتی ہو۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً: عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةُ

إِلَيْهِ، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَآكِلَ ثَمَنِهَا، وَالْمُشْتَرِي لَهَا، وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ. (ترمذی، رقم الحدیث:۱۲۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے بارے میں ان دس افراد پر لعنت فرمائی ہے: شراب نچوڑنے والا، جس کے لیے شراب نچوڑی جائے، شراب پینے والا، شراب کو اٹھا کر لے جانے والا اور جس کی طرف شراب اٹھا کر لے جائی جائے، شراب پلانے والا، شراب بیچنے والا، اس کی قیمت وصول کر کے کھانے والا، اسے خریدنے والا اور جس کے لیے خریدی جائے۔

دوسری حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.

(مسلم، رقم الحدیث:۱۵۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور دینے والے اور لکھنے والے اور گواہی دینے والے پر لعنت کی ہے اور فرمایا: یہ سب لوگ اس میں برابر ہیں۔ (یعنی اصل گناہ میں سب برابر ہیں اگرچہ مقدار اور کام میں مختلف ہیں۔ از مرقاۃ المفاتیح)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليهما وَفِيهِ تَحْرِيمُ الْإِعَانَةِ عَلَى الْبَاطِلِ.

(شرح نووی علی مسلم، ۱۱/۲۶، دار احیاء التراث العربی وکذا فی مرقاۃ المفاتیح ۵/۱۹۱۶، دار الفکر بیروت)

تیسری حدیث

مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ أَوْ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلَى بَصِيرَةٍ. (المعجم الاوسط، حدیث نمبر:۵۳۵۶)

انگوروں کو درختوں سے توڑے جانے کے موسم میں جس شخص نے انگور اس لیے اپنے پاس روکے رکھے تاکہ وہ انہیں کسی یہودی یا نصرانی یا ایسے شخص کو بیچے جو اس سے شراب بنائے تو اس نے واضح طور پر خود کو آگ میں ڈھکیل دیا۔

علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِ بَيْعِ الْعِنَبِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا لِوَعِيدِ الْبَائِعِ بِالنَّارِ ... وَيُقَاسُ عَلَى ذَلِكَ مَا كَانَ يُسْتَعَانُ بِهِ فِي مَعْصِيَةٍ. (سبل السلام ۲/۳۹، دار الحدیث)

چوتھی حدیث

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ، وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ. (ترمذی، رقم الحدیث: ۳۱۹۵)

گانے والی لونڈیاں نہ بیچو، نہ انھیں خریدو اور نہ انھیں گانا بجانا سکھاؤ، ان کی تجارت میں کوئی بہتری نہیں ہے، ان کی قیمت حرام ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وقال القاضي: النهي مقصور على البيع والشراء لأجل التغني، وحرمة ثمنها دليل على فساد بيعها،

والجمهور صححوا بيعها، والحديث مع ما فيه من الضعف، للطعن فى روايته مؤول بأن أخذ الثمن عليهن حرام كأخذ ثمن العنب من النباذ ; لأنه إعانة وتوصل إلى حصول محرم، لا لأن البيع غير صحيح. (مرقاۃ المفاتیح ۵ / ۱۹۰۳، دار الفکر بیروت)

پانچویں حدیث

مَثَلُ الَّذِى يُعِينُ قومه على غير حق، كَمَثَلِ بَعِيرٍ تَرَدَّى فِي بِئْرٍ، فَهُوَ يُنْزَعُ منها بذنبه. (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۵۹۴۲)

جو شخص اپنے قوم کی ناحق مدد کر رہا ہو وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو کنویں میں گر گیا پھر اس کو کنویں سے دم پکڑ کر نکالا جا رہا ہو۔

یعنی یہ شخص بھی قعر ہلاکت و معصیت میں جا گرا اور اس کا بچنا اور نجات پانا ممکن نہیں ہے۔ (فیض القدیر ۵ / ۵۱۱، المکتبۃ التجاریۃ مصر) علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب: الزواجر عن اقتراف الکبائر میں یہ حدیث درج ذیل عنوان کے تحت ذکر کی ہے اور واضح کیا ہے کہ یہ حدیث بھی اعانت علی المعصیۃ کے عدم جواز پر دال ہے:

الْكَبِيرَةُ الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُونَ بَعْدَ الْأَرْبَعِمِائَةِ إعَانَةُ الْمُبْطِلِ وَمُسَاعَدَتُهُ. (۲ / ۳۱۱، دار الفکر)

چھٹی حدیث

مَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ، أَوْ يُعِينُ عَلَى ظُلْمٍ، لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَنْزِعَ. (ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۳۲۰)

جس شخص نے کسی ظالمانہ مقدمہ میں یا کسی ظلم میں مدد کی تو اس پر

اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا رہتا ہے جب تک کہ اس سے باز نہ آجائے۔

ساتویں حدیث

مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ. (ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۶۲۰)

جس شخص کسی مؤمن کے قتل کے سلسلے میں کسی دوسرے کی مدد کی، چاہے بالکل تھوڑی سی بات کے ذریعے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: اللہ کی رحمت سے مایوس۔

آٹھویں حدیث

يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الظلمَة وَأَتْبَاع الظلمَة وَأَعْوَان الظلمَة حَتَّى من لَاق لَهُم دَوَاة أَو بَرَى لَهُم قَلما فَيجْمَعُونَ فِي تَابُوت وَاحِد فَيُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّم.

قلت غَرِيب. وَذكره أَبُو شُجَاع الديلمي فِي كتاب الفردوس من حَدِيث أبي هُرَيْرَة بِلَفْظ الْمنصف سَوَاء.

(تخریج احادیث الکشاف للزیلعی ۳/ ۲۸، دار ابن خزیمۃ ریاض)

قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا: کہاں ہیں ظلم کرنے والے، ان کی پیروی کرنے والے اور ان کی مدد کرنے والے؟ حتی کہ جس نے انہیں دوات لاکر دی یا ان کے لیے قلم تراشا وہ

بھی کہاں ہیں؟ پھر انہیں ایک تابوت میں جمع کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

نویں حدیث

إِنَّ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قَالُوا: وَكَيْفَ يَشْتِمُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ. (مسند بزار، حدیث نمبر: ۲۴۸۳)

گناہ کبیرہ میں سے ایک اپنے والدین کو گالی دینا ہے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کوئی اپنے والدین کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی دوسرے کے والد کو گالی دے تو وہ اس کے والد کو گالی دے گا۔ دوسرے کی والدہ کو گالی دے تو وہ اس کی والدہ کو گالی دے گا۔

تو یہ سبب بنا تو گویا خود اس نے گالی دی۔

دسویں حدیث

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً. (مسلم، حدیث نمبر: ۱۵۵۲)

کوئی بھی مسلمان (جو) درخت لگاتا ہے، اس میں سے جو بھی کھایا جائے وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے، اور اس میں سے جو چوری کیا جائے وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جنگلی جانور اس میں سے جو کھا جائیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جو

پرندے کھا جائیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور کوئی اس میں (کسی طرح کی) کمی نہیں کرتا مگر وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔

یہاں بس سبب بننے پر صدقہ کا ثواب دیا گیا۔

موضوع سے متعلق آثار سلف

پہلا اثر

عبید اللہ بن ولید وصافی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: میرا بھائی بادشاہ کے پاس کاتب ہے، اور وہ امورِ سلطنت سے متعلق بادشاہ جو باتیں لکھواتا ہے انہیں لکھتا ہے، اور اس کو اس کام کی حاجت بھی ہے، اگر یہ کام چھوڑ دے تو مقروض اور محتاج ہوجائے گا، آپ اس نوکری سے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے کہا: بادشاہ کون ہے؟ کہا: خالد بن عبداللہ قسری (یہ اموی دور حکومت میں مکہ پھر عراق کا امیر رہا، ناصبی تھا) فرمایا: کیا تم نے عبد صالح (موسی علیہ السلام) کا یہ جملہ نہیں سنا:

فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ. (القصص:۱۷)

میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

پھر کہا:

فَلَا يهتم بِشَيْءٍ وليرم بقلمه فَإِن الله سيأتيه برزق.

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۶/ ۳۹۹، دار الفکر بیروت)

تمہارے بھائی سے کہہ دو کہ یہ نوکری چھوڑ دے، رزق کے بارے میں فکرمند نہ ہو، اللہ تعالیٰ رازق ہیں۔

دوسرا اثر

ایک شخص نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مثل سوال بالا پوچھا تو آپ نے فرمایا: شاید کسی شخص کے ناحق قتل کے سلسلے میں بھی تم لکھتے ہوگے؟ شاید کسی کا مال ناحق قبضہ کر لینے سے متعلق بھی لکھتے ہوگے؟ شاید کسی گھر کے منہدم کر دیے جانے کے بابت بھی حکم لکھتے ہوگے؟ ہر بات کے جواب میں اس نے نہیں کہا، اس کے باوجود حضرۃ الامام نے مذکورہ

آیت کا حوالہ دیتے ہوئے اسے باز رہنے کی تلقین کی تو اس شخص نے کہا: اب میں بالکل یہ نوکری نہیں کروں گا، فرمایا: پھر تمہارے رزق میں بھی تنگی نہیں ہوگی۔ (روح المعانی ۱۰/ ۲۶۵، دارالکتب العلمیۃ)

تیسرا اثر

ابو مسلم خراسانی نے کوئی سرکاری کام حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کو سونپا؛ لیکن کئی مرتبہ اس کے اصرار کے باوجود آپ نے اس کام سے معذرت خواہی کر لی، لوگوں نے کہا: اس کام میں تو کوئی قباحت نہیں تھی، آپ کر لیتے! فرمایا:

لَا أحب أَن أعين الظلمَة على شَيْء من أَمرهم. (الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۶/ ۴۰۰، دارالفکر بیروت)

میں کسی بھی معاملے میں ان ظالم حکام کی مدد کرنا پسند نہیں کرتا۔

چوتھا اثر

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک درزی نے دریافت کیا: میں ظالم لوگوں کے بھی کپڑے سی دیتا ہوں تو کیا میں ان کا معین و مددگار کہلاؤں گا؟ آپ نے فرمایا:

لا أنت منهم والذی یبیعك الإبرة من أعوانهم. (روح المعانی ۶/ ۳۴۸، دارالکتب العلمیۃ)

بلکہ تم ظالم کہلاؤ گے، اور جو شخص تمہیں سوئی بیچتا ہے وہ مددگار کہلائے گا۔

موضوع سے متعلق اصول، قواعد اور ضوابط

موضوع سے متعلق جو بنیادی اصول وضابطہ ہے کہ معصیت پر اعانت حرام ہے، اس کو فقہاء کرام نے متعدد اسالیب وتعبیرات کے ساتھ ذکر کیا ہے، جن میں سے چند کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

الْإِعَانَةُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ مَعْصِيَةٌ. (المبسوط للسرخسی ۴/۹۶، دار المعرفۃ بیروت)

كُلُّ مَا أَدَّى إِلَى مَا لَا يَجُوزُ لَا يَجُوزُ. (الدر المختار مع رد المحتار ۶/۳۶۰، دار الفکر بیروت)

تَحْرِيمُ الشَّيْءِ تَحْرِيمٌ لِأَسْبَابِهِ. (بدائع الصنائع ۲/۱۹۷، دار الکتب العلمیۃ)

وَسَائِلُ الْحَرَامِ حَرَامٌ. (المغنی لابن قدامۃ ۴/۶۶، مکتبۃ القاہرۃ)

موضوع سے متعلق عباراتِ فقہاء

فقہاء کرام نے کتب فقہ میں اس موضوع سے متعلق چند فروعی مسائل اور ان کے دلائل کا ذکر کیا ہے، ذیل میں اسی کی تفصیل مختصراً نقل کی جاتی ہے:

پہلا مسئلہ: سلاح کی بیع

اہل فتنہ (باغی گروہ، ڈاکو اور چور وغیرہ) کو ہتھیار بیچنا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اہل فتنہ میں سے ہے بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے جو بنص قرآنی حرام ہے، نیز حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ. (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر:۲۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کے زمانے میں ہتھیار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح یہ فتنے کو بھڑکانے میں حصہ لینا ہے، جب کہ فتنے کی آگ بجھانے کا حکم ہے۔ (الفتن لنعیم بن حماد، حدیث نمبر:۱۵)

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ بَيْعُ السِّلَاحِ مِنْ أَهْلِ الْفِتْنَةِ لِأَنَّهُ إعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ) قَيَّدَ بِالسِّلَاحِ لِأَنَّ بَيْعَ مَا يُتَّخَذُ مِنْهُ السِّلَاحُ كَالْحَدِيدِ وَنَحْوِهِ لَا يُكْرَهُ لِأَنَّهُ لَا يَصِيرُ سِلَاحًا إلَّا بِالصَّنْعَةِ ... أَطْلَقَ فِي أَهْلِ الْفِتْنَةِ فَشَمِلَ الْبُغَاةَ وَقُطَّاعَ الطَّرِيقِ وَاللُّصُوصَ (قَوْلُهُ وَإِنْ لَمْ يَدْرِ أَنَّهُ مِنْهُمْ لَا) أَيْ لَا يُكْرَهُ الْبَيْعُ لِأَنَّ الْغَلَبَةَ فِي الْأَمْصَارِ

لِأَهْلِ الصَّلَاحِ وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ فِي الْأَوَّلِ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ لِتَعْلِيلِهِمْ بِالْإِعَانَةِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ وَاَللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ. (البحر الرائق ۵/ ۱۵۴و۱۵۵، دار الکتاب الاسلامی)

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(وَيُكْرَهُ) تَحْرِيمًا (بَيْعُ السِّلَاحِ مِنْ أَهْلِ الْفِتْنَةِ إنْ عُلِمَ) لِأَنَّهُ إعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ ... قُلْت: وَأَفَادَ كَلَامُهُمْ أَنَّ مَا قَامَتْ الْمَعْصِيَةُ بِعَيْنِهِ يُكْرَه بَيْعُهُ تَحْرِيمًا وَإِلَّا فَتَنْزِيهًا نَهْرٌ. (الدر مع الرد ۴/ ۲۶۸، دار الفکر بیروت)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ عبارت کے تحت حاشیہ میں صاحب بحر کے حوالے سے لکھا ہے:

وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ لِتَعْلِيلِهِمْ بِالْإِعَانَةِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ. (رد علی الدر ۴/ ۲۶۸، دار الفکر بیروت)

اور اگر بائع کو معلوم نہ ہو کہ مشتری اہل فتنہ میں سے ہے تو بیع جائز ہے، جیسا کہ بحر کی عبارت سے واضح ہے، اور علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(وَإِنْ لَمْ يَدْرِ أَنَّهُ مِنْهُمْ لَا) أَيْ لَمْ يَدْرِ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْفِتْنَةِ لَا يُكْرَهُ الْبَيْعُ لَهُ لِأَنَّ الْغَلَبَةَ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ لِأَهْلِ الصَّلَاحِ وَعَلَى الْغَالِبِ تُبْنَى الْأَحْكَامُ دُونَ النَّادِرِ وَإِنَّمَا يُكْرَهُ بَيْعُ نَفْسِ السِّلَاحِ دُونَ مَا لَا يُقَاتَلُ بِهِ إلَّا بِصَنْعَةٍ كَالْحَدِيدِ لِأَنَّ الْمَعْصِيَةَ تَقَعُ

بِعَيْنِ السِّلَاحِ بِخِلَافِ الْحَدِيدِ. (تبیین الحقائق ۳/ ۲۹۷و۲۹۸، دار الکتاب الاسلامی)

اسی مسئلے کے تحت دوسرا مسئلہ آتا ہے کہ ایسی چیزیں جن سے ہتھیار بنایا جاتا ہو جیسے لوہا وغیرہ ان کی بیع کا کیا حکم ہے؟ فقہاء کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالاتفاق جائز ہے؛ کیوں کہ ہتھیار تو ایسی چیز ہے جس کے عین سے معصیت وجود میں آجاتی ہے، جب کہ لوہا کے عین سے معصیت وجود پذیر نہیں ہوتی؛ بلکہ اس میں کچھ کاریگری کی ضرورت ہوتی ہے، اور ایسی چیزوں کی بیع اعانت نہیں کہلاتی، پس یہ جائز ہے، جیسا کہ اوپر البحر الرائق کی عبارت گزر چکی ہے، اور علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَا يُكْرَهُ بَيْعُ مَا يُتَّخَذُ مِنْهُ السِّلَاحُ مِنْهُمْ كَالْحَدِيدِ وَغَيْرِهِ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ مُعَدًّا لِلْقِتَالِ فَلَا يَتَحَقَّقُ مَعْنَى الْإِعَانَةِ. (بدائع الصنائع ۵ / ۲۳۳، دار الکتب العلمیۃ)

دوسرا مسئلہ: شیرۂ انگور کی بیع

شیرۂ انگور فروخت کرنا جائز ہے؛ اگرچہ بائع جانتا ہو کہ مشتری اس سے شراب بنائے گا، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے، ان کے دلائل یہ ہیں:

۱- آیتِ قرآنی: أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ. (البقرۃ:۲۷۵) کا عموم تقاضا کرتا ہے کہ یہ بیع حلال ہو؛ کیوں کہ اس کے اندر کوئی مانع ومحرّم نہیں پایا گیا۔

۲- یہاں فساد بائع کے قصد وارادے میں نہیں؛ بلکہ مشتری کے قصد وارادے میں ہے، اور شرعی ضابطہ ہے کہ ہر شخص صرف اپنے کیے کا ذمہ دار ہوتا ہے، دوسرے کے گناہ کا بوجھ اس پر نہیں ڈالا جاتا۔

۳- شیرۂ انگور کے عین سے معصیت قائم نہیں ہوتی، پس یہ اعانت علی المعصیۃ کے زمرے میں نہیں آئے گا۔

جب کہ صاحبین رحمہما اللہ علیہما اس کو اعانت مانتے ہوئے مکروہ قرار دیتے ہیں۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَأَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - بِظَاهِرِهِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيرِ، وَالْعِنَبِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، وَهُوَ قَوْلُ إبْرَاهِيمَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -؛ لِأَنَّهُ لَا فَسَادَ فِي قَصْدِ الْبَائِعِ، فَإِنَّ قَصْدَهُ التِّجَارَةُ بِالتَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ حَلَالٌ لِاكْتِسَابِ الرِّبْحِ، وَإِنَّمَا الْمُحَرَّمُ قَصْدُ الْمُشْتَرِي اتِّخَاذَ الْخَمْرِ مِنْهُ. (المبسوط ۲۴/ ۶، دار المعرفۃ بیروت)

اور علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وجاز بيع العصير من خمّارٍ. (کنز الدقائق، ص: ۶۱۲، دار البشائر الاسلامیۃ)

اور علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال: "ولا بأس ببيع العصير ممن يعلم أنه يتخذه خمرا"؛ لأن المعصية لا تقام بعينه بل بعد تغييره، بخلاف بيع السلاح في أيام الفتنة لأن المعصية تقوم بعينه. (ہدایہ ۴/ ۳۷۸، دار احیاء التراث العربی)

اس عبارت سے گزشتہ مسئلے اور اس مسئلے کے مابین وجہِ فرق بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

بعض حضرات نے اس مسئلے میں فتاوی قاضی خان اور الاشباہ کی عبارات سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ عدم کراہت اس صورت میں ہے کہ جب کہ مشتری کا قصد معلوم نہ ہو، اگر اس کا شراب بنانے کا قصد بائع کے سامنے ظاہر ہو جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہ بیع مکروہ ہوگی، چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی قاضی خان کے حوالے سے لکھا ہے:

إنَّ بَيْعَ الْعَصِيرِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا إنْ قَصَدَ بِهِ التِّجَارَةَ

فَلَا يَحْرُمُ وَإِنْ قَصَدَ بِهِ لِأَجْلِ التَّخْمِيرِ حَرُمَ. (الاشباہ والنظائر، ص: ۲۳، دار الکتب العلمیۃ)

اس عبارت کے سلسلے میں چند امور پیش نظر رکھنے چاہئیں:

۱- فتاوی قاضی خان میں مذکورہ قول صیغۂ تمریض کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، جب کہ معتمد قول جو اس کے برخلاف ہے اس سے پہلے مذکور ہے، اس کی عبارت ملاحظہ ہو:

ولا بأس ببيع العصير ممن يتخذه خمراً في قول أبي حنيفة، وقال صاحباه: يكره، وقيل على قول أبي حنيفة: إنّما لا يكره إذا باعه من ذمي بثمن لا يشتريه المسلم بذلك، أما إذا وجد مسلماً يشتريه بذلك الثمن يكره إذا باعه ممن يتخذه خمراً، وهو كما لو باع الكرم وهو يعلم أن المشتري يتخذ العنب خمراً لا بأس به إذا كان قصده من البيع تحصيل الثمن، وإن كان قصده تحصيل الخمر يكره، وغراسة الكرم على هذا إذا كان يغرس الكرم بنية تحصيل الخمر يكره، وإن كان لتحصيل العنب لا يكره، والأفضل أن لا يبيع العصير ممن يتخذه خمراً.

۲- علامہ ابن نجیم کا مقصد صرف قاعدے کے تحت فروعی مسائل ذکر کرنا ہوتا ہے، خواہ وہ مسائل مذہب میں مرجوح ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے خود اپنی مقبول ومتداول کتاب البحر الرائق میں ایسی کوئی تفریق نہیں کی ہے؛ بلکہ مطلقاً اس کو جائز قرار دیا ہے، آپ لکھتے ہیں:

(وَجَازَ بَيْعُ الْعَصِيرِ مِنْ خَمَّارٍ) لِأَنَّ الْمَعْصِيَةَ لَا تَقُومُ بِعَيْنِهِ بَلْ بَعْدَ تَغَيُّرِهِ... وَلِأَنَّ الْعَصِيرَ يَصْلُحُ لِلْأَشْيَاءِ

كُلِّهَا جَائِزَةً شَرْعًا فَيَكُونُ الْفَسَادُ إِلَى اخْتِيَارِهِ.
(البحر الرائق ۸/ ۲۳۰)

۳- الاشباہ کو کتب معتبرہ میں شمار نہیں کیا گیا ہے؛ لہٰذا مذکورہ مسئلے میں اس کی عبارت قابل اعتماد نہیں ہوگی، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قلت: فحيث علمت وجوب اتباع الراجح من الأقوال، وحال المرجحله، تعلم أنه لا ثقة بما يفتى به أكثر أهل زماننا بمجرد مراجعة كتاب من الكتب المتأخرة، خصوصا غير المحررة، كـ "شرح النقاية" للقهستاني، والدر المختار"، و"الأشباه والنظائر" ونحوها؛ فإنها لشدة الاختصار والإيجاز كادت تلحق بالألغاز مع ما اشتملت عليه من السقط فى النقل فى مواضع كثيرة، وترجيح ما هو خلاف الراجح، بل ترجيح ما هو مذهب الغير، مما لم يقل به أحد من أهل المذهب. (شرح عقود رسم المفتی ص: ۱۲، مکتبۃ البشری)

مزید یہ کہ یہ کتب معتبرہ جن کا حوالہ اوپر گزر چکا ان کے خلاف بھی ہے۔ خاص طور پر امام سرخسی کی عبارت میں بالکل واضح ہے کہ بائع کے قصد میں کوئی فساد نہیں ہے، اور مشتری کے قصد کا فساد بائع پر مؤثر نہیں ہوگا۔

۴- فتاوی قاضی خان اور الاشباہ کے حوالے سے سابق میں جو عبارات گزریں ان کی ایک تاویل یہ کی جاسکتی ہے کہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ بائع کا قصد محض تجارت نہیں؛ بلکہ خمر کے شیوع میں اعانت بھی ہو، دوسری تاویل یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تقویٰ کا بیان ہے، فتویٰ نہیں ہے۔

مسئلہ

اگر کسی ذمی کی شراب کوئی شخص اجرۃً اٹھا کر لے جائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جائز ہے اور اجرت بھی طیب ہے، جب کہ صاحبین اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- یہ اجارہ علی المعصیۃ ہے؛ کیوں کہ یہ معصیت (شراب نوشی) پر اعانت ہے جو بنص قرآنی حرام ہے۔

۲- حدیث نبوی میں شراب کے تعلق سے جن افراد پر لعنت کی گئی ہے ان میں سے ایک حامل بھی ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیلیں یہ ہیں جن میں صاحبین کے دلائل کا جواب بھی موجود ہے:

۱- یہاں اجارہ معصیت پر نہیں؛ بلکہ ایک جائز کام: حمل ونقل پر ہے؛ معصیت تو اس کو نوش کرنا ہے جو دوسرے کا فعل ہے۔

۲- حدیث میں جس حمل پر لعنت کی گئی ہے اس سے مراد ایسا حمل ہے جو مقرون بقصد المعصیۃ ہو، یعنی اٹھانے والا نوش کرنے کے ارادے سے اٹھائے۔

۳- حملِ خمر فی نفسہٖ معصیت نہیں ہے؛ کیوں کہ حمل کبھی اس کو سرکہ بنانے یا بہادینے کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔

تیسرا مسئلہ: مزامیر کی بیع

مزامیر (ناچ گانے کے آلات) اور آلاتِ لہو ولعب کی خرید وفروخت بالاتفاق مکروہ ہے، کیوں کہ معصیت ان کے عین سے قائم ہوتی ہے، البتہ وہ چیزیں جن سے یہ آلات بنائے جائیں، جیسے: لکڑی اور بانس وغیرہ ان کی خرید وفروخت درست ہے؛ کیوں کہ یہ مالا تقوم بہ المعصیۃ ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَيُكْرَهُ بَيْعُ السِّلَاحِ مِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ وَفِي عَسَاكِرِهِمْ؛

لِأَنَّهُ إِعَانَةٌ لَهُمْ عَلَى الْمَعْصِيَةِ، وَلَا يُكْرَهُ بَيْعُ مَا يُتَّخَذُ مِنْهُ السِّلَاحُ كَالْحَدِيدِ وَنَحْوِهِ، لِأَنَّهُ لَا يَصِيرُ سِلَاحًا إِلَّا بِالْعَمَلِ وَنَظِيرُهُ أَنَّهُ يُكْرَهُ بَيْعُ الْمَزَامِيرِ، وَلَا يُكْرَهُ بَيْعُ مَا يُتَّخَذُ مِنْهُ الْمِزْمَارُ، وَهُوَ الْخَشَبُ وَالْقَصَبُ. (بدائع الصنائع ۷ / ۱۴۲)

اور علامہ بابرتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(أَلَا تَرَى أَنَّهُ يُكْرَهُ بَيْعُ الْمَعَازِفِ) قِيلَ جَمْعُ مِعْزَفٍ ضَرْبٌ مِنَ الطَّنَابِيرِ يَتَّخِذُهُ أَهْلُ الْيَمَنِ (وَلَا يُكْرَهُ بَيْعُ الْخَشَبِ) لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَصِيرُ مِعْزَفًا بِفِعْلِ غَيْرِهِ. (العنایۃ شرح الہدایۃ ۶ / ۱۰۸)

چوتھا مسئلہ: باندی اور امرد غلام کی بیع

باندی کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ استبراء نہیں کرے گا یا اس کے ساتھ وطی فی الدبر کرے گا جائز ہے، اسی طرح امرد غلام کو لوطی کے ہاتھ بیچنا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ باندی اور امرد کی ذات میں کوئی منکر نہیں ہے، وہ تو فاعل مختار کے فعل میں ہے، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے، جب کہ صاحبین اس کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كَانَ لِأَبِي عُبَيْدَةَ كَرْمٌ بِزُبَالَةٍ كَانَ يَبِيعُهُ عِنَبًا، وَإِذَا أَدْرَكَ الْعَصِيرَ بَاعَهُ عَصِيرًا، وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيرِ، وَالْعِنَبِ مُطْلَقًا مَا دَامَ حُلْوًا. كَمَا لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعِنَبِ.

وَأَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - بِظَاهِرِهِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيرِ، وَالْعِنَبِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -؛ لِأَنَّهُ لَا فَسَادَ فِي قَصْدِ الْبَائِعِ، فَإِنَّ قَصْدَهُ التِّجَارَةُ بِالتَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ حَلَالٌ لِاكْتِسَابِ الرِّبْحِ، وَإِنَّمَا الْمُحَرَّمُ قَصْدُ الْمُشْتَرِي اتِّخَاذَ الْخَمْرِ مِنْهُ، وَهُوَ كَبَيْعِ الْجَارِيَةِ مِمَّنْ لَا يَسْتَبْرِئُهَا، أَوْ يَأْتِيهَا فِي غَيْرِ الْمَأْتَى، وَكَبَيْعِ الْغُلَامِ مِمَّنْ يَصْنَعُ بِهِ مَا لَا يَحِلُّ. (المبسوط ۲۴/ ۶)

اور علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: (وَإِجَارَةُ بَيْتٍ لِيَتَّخِذَهُ بَيْتَ نَارٍ أَوْ بِيعَةً أَوْ كَنِيسَةً أَوْ يُبَاعُ فِيهِ خَمْرٌ بِالسَّوَادِ) أَيْ جَازَ إِجَارَةُ الْبَيْتِ لِيَتَّخِذَهُ مَعْبَدًا لِلْكُفَّارِ وَالْمُرَادُ بِبَيْتِ النَّارِ مَعْبَدُ الْمَجُوسِ، وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -. وَقَالَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُكْرِيَهُ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ إِعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: 2]، وَلَهُ أَنَّ الْإِجَارَةَ عَلَى مَنْفَعَةِ الْبَيْتِ وَلِهَذَا يَجِبُ الْأَجْرُ بِمُجَرَّدِ التَّسْلِيمِ، وَلَا مَعْصِيَةَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْمَعْصِيَةُ بِفِعْلِ الْمُسْتَأْجِرِ، وَهُوَ مُخْتَارٌ فِيهِ لِقَطْعِ نِسْبَتِهِ عَنْهُ فَصَارَ كَبَيْعِ الْجَارِيَةِ لِمَنْ لَا يَسْتَبْرِئُهَا أَوْ يَأْتِيهَا مِنْ دُبُرِهَا أَوْ بَيْعِ الْغُلَامِ مِنْ لُوطِيٍّ. (تبیین الحقائق ۶/ ۲۹، وکذا فی رمز الحقائق ۲/ ۲۷۳)

مذکورہ حکم کے برخلاف خاص طور پر امرد کی بیع کے بارے میں بعض کتابوں کے اندر یہ لکھا ہے کہ یہ ناجائز ہے؛ کیوں کہ اعانت علی المعصیۃ ہے، ان کی عبارات ملاحظہ ہوں:

ویکرہ بیع الامرد من فاسق یعلم انہ یعصی بہ لانہ اعانۃ علی المعصیۃ. (فتاوی قاضی خان)

رجل لہ عبد امرد اراد ان یبیعہ من فاسق یعلم انہ یعصی اللہ سبحانہ وتعالی بہ غالبا یکرہ ھذا البیع لانہ اعانۃ علی المعصیۃ. (فتاوی ولوالجیۃ ۳/ ۲۲۳، دار الکتب العلمیۃ)

وَالْمَنْقُولُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمُعْتَبَرَاتِ أَنَّهُ(بیع الامرد من اللوطی) يُكْرَهُ. (مجمع الانہر ۲/ ۵۲۹)

وکرہ بیع امرد ممن یلوط بہ لان المعصیۃ تقع بعینہ. (حاشیۃ الخادمی علی درر الحکام)

اس سلسلے میں چند باتیں ملحوظ رہنی چاہئیں:

۱- شروح (مبسوط، تبیین اور رمز) کے حوالے سے جواز کا قول آچکا، اور عدم جواز کا قول فتاوی میں منقول ہے، اور ضابطہ ہے کہ دونوں میں تعارض کے وقت شروح کو مقدم رکھا جاتا ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں:

وَلِذَا كَانَ مَا فِي الْفَتَاوَى مُشْكِلًا كَمَا مَرَّ عَنِ النَّهْرِ إذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْغُلَامِ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَالْعَصِيرِ " فَكَانَ يَنْبَغِي لِلْمُصَنِّفِ التَّعْوِيلُ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الشُّرَّاحُ فَإِنَّهُ مُقَدَّمٌ عَلَى مَا فِي الْفَتَاوَى. (رد علی الدر ۶/ ۳۹۲)

۲- جن حضرات نے عدم جواز کی بات کہی ہے انہوں نے صاحبین کے قول کے

مطابق مسئلے کی تخریج کی ہے، امام ابوحنیفہ کے مسلک کو انہوں نے ملحوظ نہیں رکھا۔

یہاں ایک سوال یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مزامیر کی بیع ماتقوم بہ المعصیۃ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے ایسے ہی مذکورہ مسئلے میں چوں کہ باندی اور غلام سے معصیت کا وجود ہوتا ہے؛ اس لیے ان کی بیع بھی مکروہ ہونا چاہیے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ دونوں مسئلوں میں عین مبیع سے معصیت قائم ہو رہی ہے؛ لیکن دونوں کے درمیان ایک فرق ہے، وہ یہ کہ مزامیر فی نفسہٖ محظور ہیں، ان کا استعمال معصیت میں ہی ہوسکتا ہے، جب کہ غلام اور باندی فی نفسہٖ محظور نہیں ہیں، اور ان کا استعمال معصیت کے علاوہ میں بھی ہوسکتا ہے؛ بلکہ یہی غالب ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

الْمُرَادُ بِمَا تُقَامُ الْمَعْصِيَةُ بِهِ مَا كَانَ عَيْنُهُ مُنْكَرًا بِلَا عَمَلِ صَنْعَةٍ فِيهِ، فَخَرَجَ نَحْوُ الْجَارِيَةِ الْمُغَنِّيَةِ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ عَيْنَ الْمُنْكَرِ، وَنَحْوُ الْحَدِيدِ وَالْعَصِيرِ؛ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ يُعْمَلُ مِنْهُ عَيْنُ الْمُنْكَرِ لَكِنَّهُ بِصَنْعَةٍ تَحْدُثُ فَلَمْ يَكُنْ عَيْنَهُ، وَبِهَذَا ظَهَرَ أَنَّ بَيْعَ الْأَمْرَدِ مِمَّنْ يَلُوطُ بِهِ مِثْلُ الْجَارِيَةِ الْمُغَنِّيَةِ فَلَيْسَ مِمَّا تَقُومُ الْمَعْصِيَةُ بِعَيْنِهِ.

(ردعلی الدر ۴/ ۲۶۸)

پانچواں مسئلہ: مغنیہ باندی وغیرہ کی بیع

درج ذیل چیزوں کی خرید وفروخت بلا کراہت جائز ہے؛ کیوں کہ اگرچہ وہ ماتقوم بہ المعصیۃ ہیں؛ لیکن عین محظور نہیں ہیں:

۱- گانے والی باندی۔

۲- مینڈھا اور مرغا جس کو لڑایا جاتا ہے۔

۳- کبوتر جس سے ہوابازی کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

علامہ عمر ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(وكره بيع السلاح من أهل الفتنة) كالبغاة وقطاع الطريق واللصوص لأنه إعانة على المعصية، قيد بالسلاح لأن بيع ما يقاتل به إلا بصنعة تحدث فيه لا يكره بخلاف أهل الحرب. قال الشارح: والفرق فيما يظهر أن أهل البغي يتفرغون لاستعماله سلاحا لأن فسادهم على شرف الزوال بالتوبة أو بتفريق جمعهم بخلاف أهل الحرب، وعرف بهذا أنه لا يكره بيع ما لم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير والخشب الذى يتخذ منه المعازف. (النہر الفائق ۳/ ۲۶۸، دار الکتب العلمیۃ)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لَا يُكْرَهُ بَيْعُ الْجَارِيَةِ الْمُغَنِّيَةِ وَالْكَبْشِ النَّطُوحِ وَالدِّيكِ الْمُقَاتِلِ وَالْحَمَامَةِ الطَّيَّارَةِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ عَيْنُهَا مُنْكَرًا وَإِنَّمَا الْمُنْكَرُ فِي اسْتِعْمَالِهَا الْمَحْظُورِ. اهـ. قُلْت: لَكِنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تُقَامُ الْمَعْصِيَةُ بِعَيْنِهَا لَكِنْ لَيْسَتْ هِيَ الْمَقْصُودَ الْأَصْلِيَّ مِنْهَا، فَإِنَّ عَيْنَ الْجَارِيَةِ لِلْخِدْمَةِ مَثَلًا وَالْغِنَاءُ عَارِضٌ فَلَمْ تَكُنْ عَيْنَ النُّكْرِ. (رد علی الدر ۴/ ۲۶۸)

چھٹا مسئلہ: حرام کاروبار کے لیے املاک کا اجارہ

کسی شخص نے گھر کرایہ پر دیا، تاکہ اس گھر کو مجوس یا یہود یا نصاریٰ کی عبادت گاہ

بنالیا جائے، یا اس میں شراب کا کاروبار کیا جائے تو امام صاحب کے نزدیک یہ مکروہ نہیں ہے؛ کیوں کہ اجارہ گھر کی منفعت پر ہے، اس میں کوئی معصیت نہیں ہے، معصیت کا تعلق مستاجر کے فعل سے ہے اور وہ فاعل مختار ہے؛ لہٰذا اس کی نسبت بائع کی طرف نہیں کی جائے گی۔ صاحبین کہتے ہیں کہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رجل اسْتَأْجر بَيْتا ليتَّخذ فِيهِ بَيت نَار أَو بيعَة أَو كَنِيسَة أَو يُبَاع فِيهِ الْخمر بِالسَّوَادِ فَلَا بَأْس بِهِ وَقَالَ أَبُو يُوسُف وَمُحَمّد (رحمهمَا الله) لَا يكرى لشَيْء من ذَلِك. (الجامع الصغیر مع النافع الکبیر، ص: ۵۳۴، عالم الکتب)

اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤَاجِرَ الْمُسْلِمُ دَارًا مِنَ الذِّمِّيِّ لِيَسْكُنَهَا فَإِنْ شَرِبَ فِيهَا الْخَمْرَ، أَوْ عَبَدَ فِيهَا الصَّلِيبَ، أَوْ أَدْخَلَ فِيهَا الْخَنَازِيرَ لَمْ يَلْحَقِ الْمُسْلِمَ إِثْمٌ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُؤَاجِرْهَا لِذَلِكَ وَالْمَعْصِيَةُ فِي فِعْلِ الْمُسْتَأْجِرِ وَفِعْلُهُ دُونَ قَصْدِ رَبِّ الدَّارِ فَلَا إِثْمَ عَلَى رَبِّ الدَّارِ فِي ذَلِكَ ..... وَكَذَلِكَ لَوِ اتَّخَذَ فِيهَا بِيعَةً، أَوْ كَنِيسَةً أَوْ بَاعَ فِيهَا الْخَمْرَ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي السَّوَادِ وَيُمْنَعُونَ مِنْ إِحْدَاثِ ذَلِكَ فِي الْأَمْصَارِ. (المبسوط ۱۶/ ۳۹)

اور علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ (وَمَنْ أَجَّرَ بَيْتًا لِيُتَّخَذَ فِيهِ بَيْتُ نَارٍ أَوْ كَنِيسَةٌ أَوْ بِيعَةٌ أَوْ يُبَاعُ فِيهِ الْخَمْرُ بِالسَّوَادِ فَلَا بَأْسَ بِهِ) وَهَذَا

عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَقَالَا: لَا يَنْبَغِي أَنْ يُكْرِيَهُ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ إِعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ. وَلَهُ أَنَّ الْإِجَارَةَ تَرِدُ عَلَى مَنْفَعَةِ الْبَيْتِ، وَلِهَذَا تَجِبُ الْأُجْرَةُ بِمُجَرَّدِ التَّسْلِيمِ، وَلَا مَعْصِيَةَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْمَعْصِيَةُ بِفِعْلِ الْمُسْتَأْجِرِ، وَهُوَ مُخْتَارٌ فِيهِ فَقَطَعَ نِسْبَتَهُ عَنْهُ. (ہدایہ ۴/۳۷۸، داراحیاء التراث العربی)

مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم کی تحقیق مع تجزیہ

مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم نے اس مسئلے سے متعلق ایک مستقل وقیع رسالہ (حرام کاروبار کے لیے املاک کا اجارہ) تحریر کیا ہے، اس میں حضرت نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جواز کا مطلب صحتِ عقد مع الکراہت ہے، اور اس سلسلے میں چند نظیریں بھی پیش فرمائی ہیں، اور فقہاء کی عبارات پیش کی ہیں جن میں مذکور ہے کہ یجوز کا لفظ ہمیشہ حلت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا؛ بلکہ بسا اوقات صحت مع الکراہت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے رسالہ ملاحظہ فرمالیا جائے) جب کہ یہ تاویل القول بما لا یرضی بہ القائل ہے، جیسا کہ اوپر کی عبارات سے واضح ہے، مبسوط کی عبارت میں لکھا ہے: فَلَا إِثْمَ عَلَى رَبِّ الدَّارِ فِي ذَلِكَ. اور ہدایہ کی عبارت میں بھی تصریح ہے: وَلَا مَعْصِيَةَ فِيهِ، وَإِنَّمَا الْمَعْصِيَةُ بِفِعْلِ الْمُسْتَأْجِرِ، وَهُوَ مُخْتَارٌ فِيهِ فَقَطَعَ نِسْبَتَهُ عَنْهُ. مذکورہ دو عبارات میں معصیت کی نفی کردی گئی ہے جو کہ عدم کراہت پر دال ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رجل حمل لذمي خمرًا فَإِنَّهُ يطيب الْأَجر وَيكرهُ لَهُ ذَلِك فِي قَول أَبِي يُوسُف وَمُحَمّد. (الجامع الصغیر مع النافع الکبیر، ص: ۴۸۴، عالم الکتب)

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ: وَجَازَ حَمْلُ خَمْرِ ذِمِّيٍّ بِأَجْرٍ) أَيْ فَيَطِيبُ لَهُ الْأَجْرُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ خِلَافًا لَهُمَا. (حاشیۃ الشرنبلالی علی درر الحکام ۱/ ۳۲۰، داراحیاء الکتب العربیۃ)

طیبِ اجر سے یہی معلوم وظاہر ہوتا ہے کہ کراہت بھی نہیں رہے گی۔

اس سلسلے میں صریح عبارت وہ نظر آئی جو علامہ چلپی نے فخر الدین قاضی خان کے حوالے سے لکھی ہے، اس میں کراہت کی بالکل نفی ہے، لکھتے ہیں:

قَالَ فَخْرُ الدِّينِ قَاضِيخَانْ فِي شَرْحِهِ أَصْلُ هَذَا إِذَا بَاعَ الْعَصِيرَ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ يَجُوزُ، وَلَا يُكْرَهُ، وَعِنْدَهُمَا يُكْرَهُ. اهـ. (حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ۶/ ۲۹، المطبعۃ الکبری الامیریۃ قاہرۃ)

اس مسئلے میں مفتی صاحب نے خاص طور پر خلاصۃ الفتاوی کی اس عبارت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے: یصح ویاثم، اس کا وہی جواب ہے جو سابق میں علامہ شامی کے حوالے سے آچکا ہے کہ فتاوی پر شروح کو مقدم رکھا جاتا ہے۔

مفتی صاحب نے اسی رسالے میں آگے یہ بھی لکھا ہے کہ جواز چند شرائط کے ساتھ مقید ہے، اس میں ایک شرط قصد ونیت کی ہے، اس پر تبصرہ آگے آرہا ہے۔ (جہاں مفتی شفیع عثمانی کے موقف سے متعلق چند معروضات پیش کی جائیں گی۔)

دوسری شرط یہ ہے کہ بائع یا کرایہ پر دینے والے کو علم نہ ہو کہ مشتری یا مستاجر اس کا استعمال معصیت میں کرے گا، یہ شرط بھی امام اعظم کے مسلک کے خلاف ہے، جیسا کہ سابق میں واضح طور پر عبارات آچکی ہیں، ذیل میں ایک دو ذکر کردی جاتی ہیں:

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كَانَ لِأَبِي عُبَيْدَةَ

كَرْمٌ بِزُبَالَةٍ كَانَ يَبِيعُهُ عِنَبًا، وَإِذَا أَدْرَكَ الْعَصِيرَ بَاعَهُ عَصِيرًا، وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيرِ، وَالْعِنَبِ مُطْلَقًا مَا دَامَ حُلْوًا. كَمَا لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعِنَبِ.

وَأَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - بِظَاهِرِهِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيرِ، وَالْعِنَبِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -؛ لِأَنَّهُ لَا فَسَادَ فِي قَصْدِ الْبَائِعِ، فَإِنَّ قَصْدَهُ التِّجَارَةُ بِالتَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ حَلَالٌ لِاكْتِسَابِ الرِّبْحِ، وَإِنَّمَا الْمُحَرَّمُ قَصْدُ الْمُشْتَرِي اتِّخَاذَ الْخَمْرِ مِنْهُ، وَهُوَ كَبَيْعِ الْجَارِيَةِ مِمَّنْ لَا يَسْتَبْرِئُهَا، أَوْ يَأْتِيهَا فِي غَيْرِ الْمَأْتَى، وَكَبَيْعِ الْغُلَامِ مِمَّنْ يَصْنَعُ بِهِ مَا لَا يَحِلُّ. (المبسوط ۲۴/۶)

اور علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: (وَإِجَارَةُ بَيْتٍ لِيَتَّخِذَهُ بَيْتَ نَارٍ أَوْ بِيعَةً أَوْ كَنِيسَةً أَوْ يُبَاعُ فِيهِ خَمْرٌ بِالسَّوَادِ) أَيْ جَازَ إِجَارَةُ الْبَيْتِ لِيَتَّخِذَهُ مَعْبَدًا لِلْكُفَّارِ وَالْمُرَادُ بِبَيْتِ النَّارِ مَعْبَدُ الْمَجُوسِ، وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -. وَقَالَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُكْرِيَهُ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ إِعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: 2]، وَلَهُ أَنَّ الْإِجَارَةَ عَلَى مَنْفَعَةِ الْبَيْتِ وَلِهَذَا يَجِبُ الْأَجْرُ بِمُجَرَّدِ التَّسْلِيمِ، وَلَا مَعْصِيَةَ فِيهِ،

وَإِنَّمَا الْمَعْصِيَةُ بِفِعْلِ الْمُسْتَأْجِرِ، وَهُوَ مُخْتَارٌ فِيهِ لِقَطْعِ نِسْبَتِهِ عَنْهُ فَصَارَ كَبَيْعِ الْجَارِيَةِ لِمَنْ لَا يَسْتَبْرِئُهَا أَوْ يَأْتِيهَا مِنْ دُبُرِهَا أَوْ بَيْعِ الْغُلَامِ مِنْ لُوطِيٍّ. (تبیین الحقائق ۶/ ۲۹، وکذا فی رمز الحقائق ۲/ ۲۷۳)

تیسری شرط یہ ہے کہ یہ معاملہ کافر سے ہو، مسلمان سے نہ ہو، اور اس سلسلے میں درج ذیل عبارات مستدل ہیں:

إِنَّ بَيْعَ الْعَصِيرِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا إِنْ قَصَدَ بِهِ التِّجَارَةَ فَلَا يَحْرُمُ وَإِنْ قَصَدَ بِهِ لِأَجْلِ التَّخْمِيرِ حَرُمَ. (الاشباہ) فُسِّرَ فِي مُشْكِلَاتِ الْقُدُورِيِّ مَنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا بِالْمَجُوسِيِّ لَا الْمُسْلِمِ. أَمَّا بَيْعُهُ مِنَ الْمُسْلِمِ فَيُكْرَهُ؛ يَعْنِي لِأَنَّ الْمَجُوسَ يَسْتَحِلُّونَ ذَلِكَ وَيَجُوزُ لَنَا أَنْ نَدَعَهُمْ يَتَّخِذُونَ الْخَمْرَ وَيُشْرِبُونَهَا أَمَّا فِي حَقِّ الْمُسْلِمِ فَفِيهِ إِعَانَةٌ عَلَى الْفِسْقِ وَالْمَعْصِيَةِ فَيُكْرَهُ. (غمز عیون البصائر ۱/ ۹۷، دار الکتب العلمیۃ)

(وَ) جَازَ (بَيْعُ عَصِيرٍ) عِنَبٍ (مِمَّنْ) يُعْلَمُ أَنَّهُ (يَتَّخِذُهُ خَمْرًا) لِأَنَّ الْمَعْصِيَةَ لَا تَقُومُ بِعَيْنِهِ بَلْ بَعْدَ تَغَيُّرِهِ وَقِيلَ يُكْرَهُ لِإِعَانَتِهِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ وَنَقَلَ الْمُصَنِّفُ عَنِ السِّرَاجِ وَالْمُشْكِلَاتِ أَنَّ قَوْلَهُ مِمَّنْ أَيْ مِنْ كَافِرٍ أَمَّا بَيْعُهُ مِنَ الْمُسْلِمِ فَيُكْرَهُ وَمِثْلُهُ فِي الْجَوْهَرَةِ وَالْبَاقَانِيِّ وَغَيْرِهِمَا زَادَ الْقُهُسْتَانِيُّ مُعْزِيًا لِلْخَانِيَّةِ أَنَّهُ يُكْرَهُ بِالِاتِّفَاقِ. (الدر مع الرد ۶/ ۳۹۱)

اس کا جواب خود علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیے میں مل جاتا ہے

جوآپ نے اس عبارت کے تحت لکھا ہے، مزید برآں درمختار غیر معتبر کتاب شمار کی جاتی ہے:

(قَوْلُهُ أَمَّا بَيْعُهُ مِنْ الْمُسْلِمِ فَيُكْرَهُ) لِأَنَّهُ إعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ قُهُسْتَانِيٌّ عَنْ الْجَوَاهِرِ.أَقُولُ: وَهُوَ خِلَافُ إطْلَاقِ الْمُتُونِ وَتَعْلِيلِ الشُّرُوحِ بِمَا مَرَّ وَقَالَ ط: وَفِيهِ أَنَّهُ لَا يَظْهَرُ إلَّا عَلَى قَوْلِ مَنْ قَالَ إنَّ الْكُفَّارَ غَيْرُ مُخَاطَبِينَ بِفُرُوعِ الشَّرِيعَةِ وَالْأَصَحُّ خِطَابُهُمْ وَعَلَيْهِ فَيَكُونُ إعَانَةً عَلَى الْمَعْصِيَةِ. فَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ فِي بَيْعِ الْعَصِيرِ مِنْهُمَا فَتَدَبَّرْ اھ .(ردعلی الدر ۶/۳۹۱، وکذا فی الطحطاوی علی الدر ۱۱/۱۵۵، دارالکتب العلمیۃ)

چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کی اجازت وہاں ہوگی جہاں اسلامی شعائر واعلام غالب وظاہر نہ ہوں؛ بلکہ اعلام وشعائر کفر غالب ہوں، اس سلسلے میں یہ عبارات مستدل ہیں:

كَانَ أَبُو الْقَاسِمِ الصَّفَّار - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَقُولُ: هَذَا الْجَوَابُ فِي سَوَادِ الْكُوفَةِ فَإِنَّ عَامَّةَ مَنْ يَسْكُنُهَا مِنْ الْيَهُودِ وَالرَّوَافِضِ - لَعَنَهُمْ اللَّهُ - فَأَمَّا فِي دِيَارِنَا يُمْنَعُونَ مِنْ إحْدَاثِ ذَلِكَ فِي السَّوَادِ كَمَا يُمْنَعُونَ فِي الْمِصْرِ؛ لِأَنَّ عَامَّةَ مَنْ يَسْكُنُ الْقُرَى فِي دِيَارِنَا مُسْلِمُونَ وَفِيهَا الْجَمَاعَةُ وَالدَّرْسُ وَمَجْلِسُ الْوَعْظِ كَمَا فِي الْأَمْصَارِ.(المبسوط ۱۵/۱۳۴)

وإنما قيده بالسواد لأنهم لا يمكنون من اتخاذ البيع والكنائس وإظهار بيع الخمور والخنازير فى الأمصار لظهور شعائر الإسلام فيها. بخلاف السواد. قالوا:

هذا كان فی سواد الكوفة، لأن غالب أهلها أهل الذمة. فأما فی سوادنا فأعلام الإسلام فيها ظاهرة فلا يمكنون فيها أيضا، وهو الأصح. (ہدایہ ۴/۳۷۸)

ان عبارات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اسلامی شعائر واعلام غالب وظاہر ہوں گے وہاں اس طرح کے معاملات کی اجازت نہ ہوگی؛ لیکن کیا ہندوستان اور اس کے شہر ایسے ہیں جہاں اسلامی شعائر واعلام غالب وظاہر ہیں؟ فقہاء کی عبارات سے بظاہر تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ دارالاسلام کی بات کررہے ہیں؛ کیوں کہ امام سرخسی کی جو عبارت اوپر پیش کی گئی اس میں آگے انہوں نے شعائر کی وضاحت کرتے ہوئے خاص طور پر ان دو الفاظ کا ذکر کیا ہے: إِقَامَةِ الْحُدُودِ وَتَنْفِيذِ الْأَحْكَامِ. اسی طرح اوپر کی عبارت میں تمکین وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے جو طاقت وقوت (سیاسی وسماجی) کے معنی کو بتلاتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسا اسلامی حکومت میں ہی ممکن ہے، اور اگر بالفرض شعائر کو صرف درس وتدریس اور اذان وجماعت تک محدود کردیا جائے تب بھی موجودہ حالات میں یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ ہندوستان کے بہت سے شہروں میں شعائر غالب ہیں، مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی سال قبل جب کہ حالات کچھ سازگار تھے اسی طرح کی بات لکھی ہے۔ (بحوالہ رسالہ مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی) اگرچہ مفتی شعیب اللہ صاحب دامت برکاتہم نے اس قول کو تسلیم نہیں کیا ہے؛ لیکن احوال حاضرہ مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ساتواں مسئلہ: مسلمان کا گرجا گھر بنانا یا خنزیر چرانا

مسلمان غیر مسلموں کی عبادت گاہ بنا سکتا ہے؛ کیوں کہ عین عمل میں کوئی معصیت نہیں ہے، یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے، جب کہ صاحبین نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ وَجَازَ (أَيْ عِنْدَهُ لَا عِنْدَهُمَا) تَعْمِيرُ كَنِيسَةٍ) قَالَ فِي الْخَانِيَّةِ: وَلَوْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَعْمَلَ فِي الْكَنِيسَةِ وَيُعَمِّرَهَا لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ لَا مَعْصِيَةَ فِي عَيْنِ الْعَمَلِ.

(ردعلی الدر ۶/ ۳۹۱)

اسی طرح مسلمان کا ذمی کے خنزیر چرانا بھی درست ہے؛ کیوں کہ اہل ذمہ کے نزدیک خنزیر مال متقوم ہے، تو گویا مسلمان ان کے لحاظ سے گائے بکری ہی چرا رہا ہے، پس اس کی اجرت جائز ہوگی، یہ بھی امام صاحب کے نزدیک ہے، صاحبین نے اس کو بھی ناجائز کہا ہے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكَذَلِكَ (اى عَلَى الْخِلَافِ الَّذِي بَيَّنَّا بين الامام وصاحبيه) لَوْ اسْتَأْجَرَهُ يَرْعَى لَهُ خَنَازِيرَ؛ لِأَنَّ الْخَمْرَ وَالْخِنْزِيرَ مَالٌ مُتَقَوِّمٌ فِي حَقِّهِمْ بِمَنْزِلَةِ الشَّاةِ وَالْبَعِيرِ فِي حَقِّنَا. (المبسوط ۱۶/ ۳۹)

علامہ برہان الدین محمود بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولو استأجر مسلماً ليرعى له خنازير يجب أن تكون على الخلاف كما فى الخمر. (المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى ۷/ ۴۸۳، دار الكتب العلمية)

خلاصۂ عبارات فقہاء

مذکورہ عبارات کا حاصل نکالا اور کوئی ضابطہ بنایا جائے تو وہ اس طرح ہوگا:

۱- ایسی چیزیں جن کے عین سے معصیت قائم ہوتی ہو، اور وہ بذات خود منکر ہوں، ان کی بیع وغیرہ مکروہ ہے۔

۲- ایسی چیزیں جن کے عین سے معصیت قائم ہوسکتی ہو؛ مگر وہ بذات خود منکر نہ ہوں، ان کی بیع وغیرہ جائز ہے۔

۳- ایسی چیزیں جن کے عین سے معصیت قائم نہ ہوتی ہو؛ بلکہ اس کو گناہ میں استعمال کرنے کے لیے کسی صنعت کی ضرورت پڑتی ہو اور فاعل مختار کے فعل کی وجہ سے ان کا مصرف معصیت بن جاتی ہو تو ایسی چیزوں کی بیع وغیرہ جائز ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی صورت مکروہ اور بعد کی دو صورتیں جائز ہوں گی، جب کہ صاحبین کے نزدیک تینوں صورتیں ناجائز ہوں گی، آخری قسم میں جواز کی ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بائع اور اجیر کو علم نہ ہو کہ سامنے والا معصیت کا قصد رکھتا ہے۔

وَذَكَرَ هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ قَالَ ابْتُلِينَا بِمَسْأَلَةٍ وَهُوَ أَنَّ مُسْلِمًا اسْتُؤْجِرَ عَلَى أَنْ يَنْقُلَ جِيفَةَ مَيْتَةٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ. فَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو يُوسُفَ - رَحِمَهُ اللّٰهُ - لَا أَجْرَ لَهُ؛ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَحْمِلُ حِمْلَ الْجِيفَةِ إِلَى الْمَقْبَرَةِ لِإِمَاطَةِ الْأَذَى. فَأَمَّا حَمْلُهُمَا مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ فَهُوَ مَعْصِيَةٌ لَا يَجُوزُ الِاسْتِئْجَارُ عَلَيْهِ (وَقُلْت) أَنَا إِنْ كَانَ الْأَجِيرُ عَالِمًا بِمَا أُمِرَ بِحَمْلِهِ فَلَا أَجْرَ لَهُ أَيْضًا، وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ بِذَلِكَ فَلَهُ الْأَجْرُ لِمَعْنًى

الْغُرُورِ. (المبسوط ۱۶/ ۳۹)

مَاتَ مَيِّتٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَاسْتَأْجَرُوا مُسْلِمًا لِيَحْمِلَهُ إِلَى بَلْدَةٍ أُخْرَى قَالَ أَبُو يُوسُفَ لَا أَجْرَ لَهُ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ إِنْ عَلِمَ الْأَجِيرُ أَنَّهَا جِيفَةٌ لَا أَجْرَ لَهُ، لِأَنَّهُ نَقَلَ مَا لَا يَجُوزُ لَهُ وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلَهُ الْأَجْرُ وَفِي الْخَانِيَّةِ الْفَتْوَى عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ اهـ. (البحر الرائق ۸/ ۲۳)

(وَ) جَازَ (بَيْعُ عَصِيرٍ) عِنَبٍ (مِمَّنْ) يُعْلَمُ أَنَّهُ (يَتَّخِذُهُ خَمْرًا) (قَوْلُهُ مِمَّنْ يَعْلَمُ) فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يُكْرَهْ بِلَا خِلَافٍ قُهُسْتَانِيٌّ. (رد علی الدر ۶/ ۳۹۱)

درج ذیل عبارات مذکورہ ضابطے کے بیان میں صریح ہیں:

وَقَدْ اسْتُفِيدَ مِنْ كَلَامِهِمْ هُنَا أَنَّ مَا قَامَتْ الْمَعْصِيَةُ بِعَيْنِهِ يُكْرَهُ بَيْعُهُ وَمَا لَا فَلَا. (البحر الرائق ۵/ ۱۵۴و۱۵۵، دار الکتاب الاسلامی)

الْمُرَادُ بِمَا تُقَامُ الْمَعْصِيَةُ بِهِ مَا كَانَ عَيْنُهُ مُنْكَرًا بِلَا عَمَلِ صَنْعَةٍ فِيهِ. (رد علی الدر ۴/ ۲۶۸)

قُلْت: لَكِنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تُقَامُ الْمَعْصِيَةُ بِعَيْنِهَا لَكِنْ لَيْسَتْ هِيَ الْمَقْصُودَ الْأَصْلِيَّ مِنْهَا، فَإِنَّ عَيْنَ الْجَارِيَةِ لِلْخِدْمَةِ مَثَلًا وَالْغِنَاءُ عَارِضٌ فَلَمْ تَكُنْ عَيْنَ الْمُنْكَرِ. (رد علی الدر ۴/ ۲۶۸)

رجل اجر بيتا ليتخذ فيه بيت نار او بيعة او كنيسة او يباع فيه الخمر فلا باس به وكذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار. (خلاصۃ

الفتاوی ۴ / ۷۷ ۳، بحوالہ رسالہ مفتی شفیع عثمانی رحمہ اللہ)

اور یہ فقہی قاعدہ تو مزید مؤید ہے:

إذا اجتمع المباشر والمتسبب أضيف الحكم إلى المباشر هذه القاعدة مأخوذة من الأشباه. ويفهم منها أنه إذا اجتمع المباشر أي عامل الشيء وفاعله بالذات مع المتسبب وهو الفاعل للسبب المفضي لوقوع ذلك الشيء ولم يكن السبب ما يؤدي إلى النتيجة السيئة إذا هو لم يتبع بفعل فاعل آخر، يضاف الحكم الذي يترتب على الفعل إلى الفاعل المباشر دون المتسبب." (درر الحكام في شرح مجلة الاحكام المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، المادة: 90، ط: دار الجيل)

اور اس ضابطے کو تسلیم کر لینے کی صورت میں عباراتِ فقہاء (جو بعض مقامات پر امام صاحب کا قول نقل کرنے میں متعارض ہیں) میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے وہ سارے اشکالات حل ہو جاتے ہیں جو مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

فهذه كلمات الفقهاء يوجد فيها نوعان من الاضطراب:

الأول: اختلافهم في حكم بعض الجزئيات: كبيع الأمرد ممن يعصي به

فبعضهم: أدرجوه فيمن قامت به المعصية بعينه، فلم يجوزه. وبعضهم: أخرجوه منه فجوزوه.

ووفق بينهما الشامي" بكراهة التحريم والتنزيه

كما مر، وفيه ما فيه.

والثانى : اضطرابهما فى تنقيح الضابطة فى أمر الإعانة.

فالمستفاد من بعض كلماتهم أن مناط الأمر: هو القصد والنية، فحيث قصد الإعانة على المعصية ونواها، كان محظوراً، وحيث لم يقصده كان مباحاً. كما هو مصرح فى عبارة الأشباه و المبسوط و البدائع وغيره. ولكنه منقوض بكثير من الجزئيات المذكورة على ظاهرها، فإن بيع السلاح من أهل الفتنة مكروه قصد إعانتهم أم لا، و كذا إجارة البيت ممن صرّح بقصده أنه يتخذه بيت نار، أو يبيع فيه الخمر، فإنه لا يجوز بعد هذا التصريح نوى الإعانة، أولم ينو.

والمذكور فى الخلاصة والدر المختار و رد المحتار وغيره من الضابطة : هو أن ما قامت المعصية بعينه مكروه تحريماً، وما لم تقم بعينه فتنزيهاً.

فالمستفاد من كلام »الدر المختار « فى (باب البغاة) و(الحظر والإباحة): أن المراد بما قامت المعصية بعينه: هو العين الذى يستعمل فى المعصية بدون تصرف وصنعة من العامل: كالسلاح. فما استعمل فى المعصية بعد إحداث صنعة: كالحديد والعصير، خرج عنه.

وعلى هذا فالأمرد والجارية المغنية والكبش النطوح والبيت وأمثالها داخل فى الأول.

وعصير العنب والحديد وأمثالها داخل فى الثانى.

ولكن المستفاد من كلام المبسوط والبدائع والزِّيلَعِي والعَيْنِي و العناية والكفاية والخلاصة والمنح ورد المحتار: هو أن المراد بما قامت المعصية بعينه: هو ما قامت المعصية بعين فعل المعين من دون أن يتخلل بينه وبين فعله فاعل مختار، بحيث ينقطع نسبته عن المعين، سواء عمل المعصية بعين المحل الموجود، أو بعد إحداث صنعة فيه. وما تخلل فيه فاعل مختار لم تقم المعصية بعين فعله، بل بفعل ذلك الفاعل، سواء ارتكب المعصية بالعين الموجود أو بعد إحداث صنعة فيه.

فسائر الجزئيات المذكورة حينئذ داخلة فى القسم الثانى.

والعلامة الشامى لما اختار كلامَ الزَّيْلَعِي وغيره فى تفسير الضابطة، ورأى الجزئيات المذكورة كلها فى القسم الأول أشكل عليه فقال: نعم على هذا التعليل الذى ذكره الزِّيلَعِيّ يشكل الفرق بين ما تقوم المعصية بعينه وبين ما لا تقوم بعينه، فإن المعصية فى السلاح والمكعب المُفَضَّض إنما هى

بفعل الشارى، فليتأمل فى وجه الفرق، فإنه لم يظهر لى ولم أر من نبه عليه. اهـ.

(تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام، ص: ۶۰ تا ۶۵)

مفتی شفیع عثمانی رحمہ اللہ کی تحقیق

معاملات میں اعانت علی المعصیۃ دوصورتوں پر ہے:

۱- ما تقوم المعصیۃ بعینہ: اعانت کرنے والے کے فعل میں معصیت موجود ہو اور فاعل مختار کی وجہ سے بھی معصیت کی نسبت معین سے منقطع نہ ہوتی ہو۔

پہلی صورت کی قسمیں

اس کی تین قسمیں ہیں:

۱- معصیت پر اعانت کا قصد ہو۔ جیسے کوئی شخص شیرۂ انگور اس ارادے سے فروخت کرے کہ اس سے شراب بنائی جائے، یا امرد اس ارادے سے فروخت کرے کہ اس کے ساتھ بدکاری کی جائے یا گھر اس لیے کرایے پر دے کہ اس میں شراب کا کاروبار کیا جائے تو اس نیت وارادے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا۔

۲- صلبِ عقد میں معصیت کی صراحت کردی گئی ہو۔ جیسے مشتری کہے کہ میں شیرۂ انگور شراب بنانے کے لیے خریدنا چاہتا ہوں یا شراب کے کاروبار کے لیے گھر کرایے پر لینا چاہتا ہوں تو اس تصریح کی وجہ سے یہ عقد ہی معصیت بن جائے گا۔

۳- معقود علیہ ایسی چیزیں ہو جن کا مصرف کوئی معصیت ہی بن سکتی ہو۔

یہ تینوں صورتیں بہر صورت ناجائز ہیں۔ اور ایسا معاملہ کرنے والے (خواہ بائع ہو یا مشتری، اجیر ہو یا مستاجر) گنہگار ہوں گے، اگرچہ بعد میں اس چیز کا استعمال معصیت میں نہ کیا گیا ہو۔

دوسری صورت کی قسمیں

دوسری صورت اعانت علی المعصیۃ سے قریب قریب ہے، اس کو تسبب کہا جاتا ہے۔ اس کی بھی تین قسمیں ہیں:

۱- ایسا سبب جو معصیت کے لیے محرک ہو کہ اگر وہ سبب نہ ہوتا تو آدمی اس گناہ کا اقدام نہیں کرتا، جیسے معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنا سببِ محرک ہے کفار کے اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے کا، اسی طرح عورت کا نزاکت کے ساتھ اجنبی مرد سے گفتگو کرنا یا اس طرح پیر مار کر چلنا کہ پازیب یا زیورات کی جھنکار سنائی دے فتنہ کا سبب محرک ہے۔

۲- ایسا سبب جو محرک تو نہ ہو؛ لیکن گناہ کا کام کرنے والے کو اس سے مدد مل جاتی ہو، جیسے: شراب پینے والے شخص کو شراب لا کر دینا، ناحق قتل کرنے والے شخص کے ہاتھ میں تلوار دینا۔ اسی طرح وہ مسائل بھی اسی کے تحت آتے ہیں جن کا ذکر سابق میں عباراتِ فقہاء کے تحت کیا گیا۔

۳- ایسا سبب جس کو معصیت میں استعمال کرنے کے لیے عاصی کو کچھ کرنے کی ضرورت پڑے، جیسے لوہا بیچنا کہ اس کے غلط استعمال کے لیے اولاً اس کو ہتھیار بنانا پڑے گا۔

اول الذکر دو قسمیں سبب قریب کے زمرے میں آتی ہیں، یہ بھی ناجائز ہیں، اور آخری قسم سبب بعید کے درجے میں ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر سامنے والے کے ارادے کا علم ہو جائے تو مکروہ تنزیہی ہے؛ ورنہ جائز ہے۔

مذکورہ ساری تفصیل صاحبین کے نزدیک ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا ہے کہ جوازِ عقد کا مطلب محض صحتِ عقد ہے؛ البتہ وہ گنہگار ہوگا۔

مذکورہ تحقیق پر ایک اجمالی نظر

مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نصوص اور فقہی عبارات کی روشنی میں چھ قسمیں ذکر کی ہیں، جب کہ اس سے قبل عبارات کا جو حاصل نکالا گیا اور ان سے کشید کردہ ضابطہ ذکر کیا گیا اس کی صرف تین قسمیں تھیں، ان دونوں تقسیموں میں متعدد فرق ہیں جن کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

۱- مفتی صاحب کے نزدیک اعانت اور تسبب کا مفہوم الگ الگ ہے، جب کہ ہمارے نزدیک دونوں ملتے جلتے الفاظ ہیں، ایک کا استعمال دوسرے کی جگہ کرلیا جاتا ہے، اور دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے، جو کسی کام کا سبب ہے وہ اس میں معاون بھی ہے اور جو معاون ہے وہ سبب بھی ہے، اور ان دونوں کی ممنوع شکلیں ما تقوم بہ المعصیۃ کے اندر آجاتی ہیں۔

(تسبب) إِلَيْهِ توصل بِسَبَب ...(السَّبَب) الْحَبل وكل شَيْء يتَوَصَّل بِهِ إِلَى غَيره. (المعجم الوسیط ۱/ ۴۱۱)

(أَعَانَهُ) على الشَّيْء ساعده. (المعجم الوسیط ۲/ ۶۳۸)

علامہ ابن عاشور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَالْعَوْنُ وَالْإِعَانَةُ تَسْهِيلُ فِعْلِ شَيْءٍ يَشُقُّ وَيَعْسُرُ عَلَى الْمُسْتَعِينِ وَحْدَهُ، فَهِيَ تَحْصُلُ بِإِعْدَادِ طَرِيقِ تَحْصِيلِهِ مِنْ إِعَارَةِ آلَةٍ، أَوْ مُشَارَكَةٍ بِعَمَلِ الْبَدَنِ كَالْحَمْلِ وَالْقَوْدِ، أَوْ بِقَوْلٍ كَالْإِرْشَادِ وَالتَّعْلِيمِ، أَوْ بِرَأْيٍ كَالنَّصِيحَةِ. (التحریر والتنویر ۱/ ۱۸۴، دار التونسیۃ للنشر، تونس)

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کا یہ جملہ ذکر کیا گیا:

فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ. (القصص:۱۷)

میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

حالاں کہ وہ محض سبب بعید کی حیثیت رکھتے تھے، اس کو انہوں نے ظہیر (بمعنی معاون) سے تعبیر کیا۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے:

قَالَ: - رَحِمَهُ اللَّهُ - (وَجَازَ بَيْعُ الْعَصِيرِ مِمَّنْ يَخْمِرُ) لِأَنَّ الْمَعْصِيَةَ لَا تَقُومُ بِعَيْنِهِ بَلْ بَعْدَ تَغَيُّرِهِ بِخِلَافِ بَيْعِ

السِّلَاحِ مِنْ أَهْلِ الْفِتْنَةِ، لِأَنَّ الْمَعْصِيَةَ تَقُومُ بِعَيْنِهِ فَيَكُونُ إِعَانَةً لَهُمْ وَتَسَبُّبًا. (البحر الرائق ۸/ ۲۳۰)

دکتور عبد اللہ عبد السلام فلیکاوی اور سعید سلیمان عقید نقبی کا ایک مقالہ بہ نام: **التسبب فی المعصیۃ والاعانۃ علیھا معصیۃ بین النظریۃ والتطبیق** ہے، اس مقالے میں انہوں نے تسبب اور معصیۃ دونوں کو متقارب مان کر ہی بحث کی ہے۔ اسی طرح دکتور عثمان محمد عبد القادر اور دکتور علی عبد اللہ ابو یحییٰ کا بھی مقالہ ہے: **الاعانۃ علی الاثم والعدوان حقیقتھا حکمھا ضوابط منعھا فی الفقہ الاسلامی**، اس میں بھی انہوں نے اعانت اور تسبب دونوں کو ایک قرار دیا ہے، بایں طور کہ اعانت کی تعریف تسبب کے لفظ سے کی ہے۔ (ان حضرات کی بات بطور حوالہ اس لیے پیش کی گئی کہ یہ اہل زبان ہیں۔)

۲- مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام صاحب اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے مابین اختلاف یا تو لفظی ہے یا حقیقی ہے؛ مگر بہر صورت دونوں کے یہاں گنہگار ہوگا، جب کہ ہماری تفصیل کے مطابق امام اعظم کے نزدیک اخیر کی دو صورتوں میں گنہگار بھی نہیں ہوگا۔

۳- مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقسیم خانہ زاد ہے، عباراتِ فقہاء اس کی صراحۃً تائید نہیں کرتے، جب کہ ہماری تقسیم عباراتِ فقہاء سے صراحۃً بھی ثابت ہوجاتی ہے۔

اعانت سے متعلق دلائل

مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی صورت کے تحت جو تین قسمیں ذکر کی ہیں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان سب کا مرجع نیت اور قصد وارادہ ہے، پہلی قسم میں صراحۃً موجود ہے، جب کہ دوسری اور تیسری میں حکماً اور معنیً موجود ہے، آپ لکھتے ہیں:

ولك ان ترجع الوجوہ الثلاثۃ الی وجہ واحد وھو القصد والنیۃ فان القصد فی الوجہ الاول موجود صراحۃ وفی الثانی والثالث حکما ومعنی. (تفصیل

الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام، ص:۶۸)

پس جہاں قصد وارادہ (خواہ صراحۃً ہو یا حکماً ومعنیً) موجود ہو وہاں حرمت کا حکم لگایا جائے گا اور اس سلسلے میں مصنف نے درج ذیل عبارات کو اپنا مستدل بنایا ہے:

إِنَّ بَيْعَ الْعَصِيرِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا إِنْ قَصَدَ بِهِ التِّجَارَةَ فَلَا يَحْرُمُ وَإِنْ قَصَدَ بِهِ لِأَجْلِ التَّخْمِيرِ حَرُمَ. (الاشباہ والنظائر، ص: ۲۳، دار الکتب العلمیۃ)

اس استدلال سے متعلق امور ملحوظہ سابق میں ذکر کر دیے گئے ہیں، خاص طور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اور اس کے ذیل میں امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح اس استدلال کی مکمل نفی کر دیتی ہے:

قال: (ولا بأس ببيع العصير من كل أحد: خاف البائع أن يتخذه المشترى خمرًا، أو أمن ذلك).

وذلك لأن العصير مباح جائز التصرف فيه، وإنما المأثم على من يتخذه خمرًا لشربها، فأما البائع فلا شيء عليه فى ذلك، كبيع الحرير والحلى من الرجال: فهو جائز مباح وإن لم يأمن أن يلبسه الرجل، أو يستعمله فيما لا يجوز.

(شرح مختصر الطحاوی ۶/ ۳۹۱، دار البشائر الاسلامیۃ)

دوسری عبارت امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مبسوط کی ہے:

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤَاجِرَ الْمُسْلِمُ دَارًا مِنَ الذِّمِّيِّ لِيَسْكُنَهَا فَإِنْ شَرِبَ فِيهَا الْخَمْرَ، أَوْ عَبَدَ فِيهَا الصَّلِيبَ، أَوْ أَدْخَلَ فِيهَا الْخَنَازِيرَ لَمْ يَلْحَقِ الْمُسْلِمَ إِثْمٌ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُؤَاجِرْهَا لِذَلِكَ وَالْمَعْصِيَةُ فِي فِعْلِ

الْمُسْتَأْجِرِ وَفِعْلُهُ دُونَ قَصْدِ رَبِّ الدَّارِ فَلَا إِثْمَ عَلَى رَبِّ الدَّارِ فِي ذَلِكَ كَمَنْ بَاعَ غُلَامًا مِمَّنْ يَقْصِدُ الْفَاحِشَةَ بِهِ، أَوْ بَاعَ جَارِيَةً مِمَّنْ لَا يَستبرئها، أَوْ يَأْتِيهَا فِي غَيْرِ الْمَأْتَى لَمْ يَلْحَقِ الْبَائِعَ إِثْمٌ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْأَفْعَالِ الَّتِي يَأْتِي بِهَا الْمُشْتَرِي، وَكَذَلِكَ لَوِ اتَّخَذَ فِيهَا بِيعَةً، أَوْ كَنِيسَةً أَوْ بَاعَ فِيهَا الْخَمْرَ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي السَّوَادِ وَيُمْنَعُونَ مِنْ إِحْدَاثِ ذَلِكَ فِي الْأَمْصَارِ.

(المبسوط ۱۶/ ۳۹)

اس میں خط کشیدہ عبارت سے استدلال کیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بائع ان ناجائز کاموں کے ارادے سے مکان کرایہ پر دیتا تو پھر عدم جواز اور گناہ کا حکم لگتا؛ لیکن اس کا مقصد صرف رہائش کے لیے مکان فراہم کرنا تھا؛ اس لیے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

یہ استدلال چند وجوہ سے محل نظر ہے:

۱- یہاں مفہوم عبارت سے استدلال ہے، جب کہ دوسری جگہ خود امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر چہ بائع کو معلوم ہو کہ مشتری شیرۂ انگور سے شراب بنائے گا تب بھی اس کو فروخت کرنا جائز ہے، آپ لکھتے ہیں:

وَأَخَذَ أَبُو حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - بِظَاهِرِهِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيرِ، وَالْعِنَبِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -؛ لِأَنَّهُ لَا فَسَادَ فِي قَصْدِ الْبَائِعِ، فَإِنَّ قَصْدَهُ التِّجَارَةُ بِالتَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ حَلَالٌ لِاكْتِسَابِ الرِّبْحِ، وَإِنَّمَا الْمُحَرَّمُ قَصْدُ الْمُشْتَرِي اتِّخَاذَ الْخَمْرِ مِنْهُ. (المبسوط ۲۴/ ۶، دار المعرفۃ بیروت)

اور ظاہر ہے تصریح مقدم ہوتی ہے۔ نیز خط کشیدہ عبارت سے آگے جو مثالیں مصنف نے ذکر کی ہیں ان سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

۲- اصل محل استدلال قَصْدِ رَبِّ الدَّارِ کا جملہ ہے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک تو وہی جو اس عبارت سے متصلاً ذکر کیا گیا، دوسرا مطلب یہ کہ مستاجر فاعل مختار ہے؛ لہٰذا اس کے فعل کے ہوتے ہوئے بائع کے قصد کا چنداں ارادہ نہیں، اور اس مطلب کو مراد لینے کی چند وجوہ سے تائید ہوتی ہے، جیسے مذکورہ بالا عبارت، ایسے ہی خط کشیدہ عبارت سے آگے والی عبارت اور وہ عباراتِ فقہاء جن کا ذکر سابق میں آچکا ہے۔

تیسری عبارت بھی مبسوط ہی کی ہے:

وَإِذَا اسْتَأْجَرَ الذِّمِّيُّ مِنَ الْمُسْلِمِ بَيْتًا لِيَبِيعَ فِيهِ الْخَمْرَ لَمْ يَجُزْ، لِأَنَّهُ مَعْصِيَةٌ فَلَا يَنْعَقِدُ الْعَقْدُ عَلَيْهِ وَلَا أَجْرَ لَهُ عِنْدَهُمَا. وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَجُوزُ وَالشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يُجَوِّزُ هَذَا الْعَقْدَ، لِأَنَّ الْعَقْدَ يَرِدُ عَلَى مَنْفَعَةِ الْبَيْتِ وَلَا يَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ بَيْعُ الْخَمْرِ فِيهِ فَلَهُ أَنْ يَبِيعَ فِيهِ شَيْئًا آخَرَ يجوزُ الْعَقْد لِهَذَا. وَلَكِنَّا نَقُولُ تَصْرِيحُهُمَا بِالْمَقْصُودِ لَا يُجَوِّزُ اعْتِبَارُ مَعْنًى آخَرَ فِيهِ، وَمَا صَرَّحَا بِهِ مَعْصِيَةٌ. (المبسوط ۱۶/ ۳۸)

اس عبارت سے استدلال درست ہی نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں بالکل واضح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک صاحبین سے مختلف ہے، وہ اس طرح کے عقد کو جائز ہی قرار دیتے؛ البتہ مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی یہ تاویل کی ہے کہ یہاں صرف عقد کے درست ہونے کا ذکر ہے، گناہ نہیں ہوگا اس کا ذکر نہیں ہے؛ لیکن یہ تاویل درست نہیں ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

چوتھی عبارت بدائع کی ہے:

وَمَنِ اسْتَأْجَرَ حَمَّالًا يَحْمِلُ لَهُ الْخَمْرَ فَلَهُ الْأَجْرُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ لَا أَجْرَ لَهُ كَذَا ذَكَرَ فِي الْأَصْلِ. (بدائع الصنائع ۴/ ۱۹۰)

اس عبارت کو ذکر کرنے کے بعد مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہاں صرف اجرت ملنے یا نہ ملنے میں اختلاف ذکر کیا گیا ہے، رہا مسئلہ گناہ کا تو اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

حالاں کہ خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری کتاب جامع صغیر میں لکھا ہے اور اس عبارت کو خود مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے:

وَذَكَرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ أَنَّهُ يَطِيبُ لَهُ الْأَجْرُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَعِنْدَهُمَا يُكْرَهُ لَهُمَا. (بدائع الصنائع ۴/ ۱۹۰)

لہٰذا جو اثم یا عدم اثم کا نکتہ موصوف نے ذکر کیا ہے وہ لا یعتد بہ ہے۔

تسبب کے متعلق دلائل

تسبب کے سلسلے میں کئی دلائل میں سے ایک دلیل درج ذیل ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً. (مسلم، حدیث نمبر: ۱۵۵۲)

مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے درج بالا حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات میں بالکل واضح ہے کہ نیت کے بغیر بھی محض سببِ خیر بننے پر ثواب سے نواز دیا جاتا ہے، جیسے اس شخص نے درخت لگاتے وقت نیت نہیں کی کہ اس سے پرندہ کھائے وغیرہ؛ لیکن اس کو صدقہ کا ثواب عنایت فرمایا گیا، ایسے ہی اگر کوئی شخص شر کا سبب بنے تو

اگر چہ نیت نہ ہو تب بھی وہ گنہگار ہوگا۔

حالاں کہ شریعت نے خیر وشر کا الگ الگ معیار مقرر کیا ہے، نیت کے بغیر محض تسبب کی وجہ سے ثواب سے نوازنا تو خدائی فضل ہے؛ لیکن نیت کے بغیر محض تسبب کی وجہ سے شریعت نے عقاب کا مستحق قرار نہیں دیا ہے، حدیث قدسی میں ہے:

إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً. (مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۴)

جب میرا بندہ کسی نیکی کا قصد کرے اور اس کو عمل میں نہ لائے، تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھوں گا، پھر اگر وہ اسے کر لے، تو میں اس کو دس سے سات سو گنا تک لکھوں گا۔ اور جب میرا بندہ کسی برائی کا قصد کرے اور اس کو عمل میں نہ لائے تو اس میں اس بندے کے خلاف نہیں لکھوں گا، پھر اگر وہ اس پر عمل کرے تو میں ایک برائی لکھوں گا۔

سبب محرک للمعصیۃ کو اختیار کرنے کے ناجائز ہونے کے دلائل:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ. (الانعام:۱۰۸)

(مسلمانو) جن (جھوٹے معبودوں) کو یہ لوگ اللہ کے بجائے پکارتے ہیں تم ان کو برا نہ کہو، جس کے نتیجے میں یہ لوگ جہالت کے عالم میں حد سے آگے بڑھ کر اللہ کو برا کہنے لگیں۔

إِنَّ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قَالُوا:

وَ كَيْفَ يَشْتِمُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ. (مسند بزار، حدیث نمبر: ۲۴۸۳)

گناہ کبیرہ میں سے ایک اپنے والدین کو گالی دینا ہے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کوئی اپنے والدین کو گالی کیسے دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی دوسرے کے والد کو گالی دے تو وہ اس کے والد کو گالی دے گا۔ دوسرے کی والدہ کو گالی دے تو وہ اس کی والدہ کو گالی دے گا۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ. (الاحزاب: ۳۲)

لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى. (الاحزاب: ۳۳)

اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی بار جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

ان ساری آیات واحادیث میں ان امور (معبودان باطلہ کو برا بھلا کہنا، نزاکت سے بات کرنا، بناؤ سنگھار دکھلانا) سے منع کیا گیا جن سے دوسروں کو معصیت (اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی، فتنۃ النساء میں پڑ جانا) پر آمادگی اور تحریک ہوسکتی تھی۔

لیکن ان آیات سے سبب محرک للمعصیۃ کے عدم جواز پر استدلال محل نظر ہے؛ کیوں کہ جب ان آیات میں ان اسباب کو منع کر دیا گیا تو منہی عنہ ہونے کی وجہ سے وہ منکر ہو گئے اور جو چیز اپنی ذات میں منکر ہو اس کے بارے میں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ

اعانت علی المعصیۃ میں داخل ہے۔

سبب قریب کے عدم جواز پر دلائل:

عباراتِ فقہاء کا جہاں ذکر کیا گیا وہاں جس مسئلے کے ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے میں کچھ اشتباہ تھا اس کی وہیں تصریح کردی گئی تھی؛ اس لیے ان عبارات کو چھوڑ کر ذیل میں صرف ان نصوص فقہ کو ذکر کیا جائے گا جن کا ذکر سابق میں نہیں آیا، مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور دلیل یہ عبارت پیش کی ہے:

فَإِنْ اشْتَرَوْا دُورًا لِلسُّكْنَى فَأَرَادُوا أَنْ يَتَّخِذُوا دَارًا مِنْهَا كَنِيسَةً أَوْ بِيعَةً أَوْ بَيْتَ نَارٍ يَجْتَمِعُونَ فِيهَا لِصَلَاتِهِمْ مُنِعُوا مِنْ ذَلِكَ. .. وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُؤَاجِرَهُمْ بَيْتًا لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنْ صُورَةِ الْإِعَانَةِ إِلَى مَا يَرْجِعُ إِلَى الِاسْتِخْفَافِ بِالْمُسْلِمِينَ، فَإِنْ آجَرَهُمْ فَأَظْهَرُوا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فِي تِلْكَ الدَّارِ مَنَعَهُمْ صَاحِبُ الْبَيْتِ وَغَيْرُهُ مِنْ ذَلِكَ، عَلَى سَبِيلِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَهُوَ فِي ذَلِكَ كَغَيْرِهِ، وَلَا يَفْسَخُ عَقْدَ الْإِجَارَةِ بِهَذَا، بِمَنْزِلَةِ مَا لَوْ أَجَّرَ بَيْتَهُ مِنْ مُسْلِمٍ فَكَانَ يَجْمَعُ النَّاسَ فِيهِ عَلَى الشَّرَابِ أَوْ يَبِيعُ الْمُسْكِرَ فِيهِ فَإِنَّهُ يَمْنَعُهُ مِنْ ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَا تُفْسَخُ الْإِجَارَةُ لِأَجْلِهِ. (السیر الکبیر مع شرح السرخسی، ص: ۱۵۳۷ و ۱۵۳۸، الشرکۃ الشرقیۃ للاعلانات)

اس عبارت کو ذکر کرنے کے بعد مفتی شفیع عثمانی لکھتے ہیں:

فهذا كلام الامام محمد رحمه الله افاد ان اجارة البيت من الذى يعلم بعد العلم بانه يريد اتخاذه

كنيسة ليست من الاعانة لان المعصية لم تقم بفعل المؤجر ولكنه سبب قريب وصورة اعانة للمعصية فيكره لاجله فظهر به تفسير قيام المعصية بالعين ماهو كما بينا.

جب کہ مذکورہ عبارت سے استدلال درج ذیل وجہ کی بنیاد پر محل نظر ہے:

۱- ان مسائل کا تعلق اعانت علی المعصیۃ کے بجائے استخفافِ دین اور نہی عن المنکر سے ہے، جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل کے تحت جو وجہ (خط کشیدہ عبارت) بیان کی ہے ان سے مفہوم ہوتا ہے، نیز شارح علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان مسائل میں جگہ جگہ یہی وجہ لکھی ہے:

لِمَا فِي إِحْدَاثِ ذَلِكَ مِنْ صُورَةِ الْمُعَارَضَةِ لِلْمُسْلِمِينَ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ لِلْجَمَاعَاتِ وَفِيهِ ازْدِرَاءٌ بِالدِّينِ وَاسْتِخْفَافٌ بِالْمُسْلِمِينَ. (حوالہ سابق)

رہا ایسا معاملہ کرنا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت تو اس کے صحت کی جانب مشیر ہے:

وَلَا يَفْسَخُ عَقْدَ الْإِجَارَةِ بِهَذَا ... وَلَا تُفْسَخُ الْإِجَارَةُ لِأَجَلِهِ. (حوالہ سابق)

اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ تو اور واضح ہے جو آپ نے اجارہ فسخ نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھی ہے:

لِأَنَّ الْمَنْعَ مِنْ هَذَا لَيْسَ لِمَعْنًى يَتَّصِلُ بِعَقْدِ الْإِجَارَةِ. (حوالہ سابق)

البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کراہت کا قول ذکر کیا ہے وہ ان کے مذہب کے مطابق ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو کراہت کی بھی نفی کرتے ہیں جیسا کہ گزشتہ اوراق میں تفصیل سے آچکا ہے۔

سبب بعید کے سلسلے میں دلائل:

عباراتِ فقہاء کا جہاں ذکر کیا گیا وہاں جس مسئلے کے ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے میں کچھ اشتباہ تھا اس کی وہیں تصریح کردی گئی تھی؛ اس لیے ان عبارات کو چھوڑ کر ذیل میں صرف ان نصوص فقہ کو ذکر کیا جائے گا جن کا ذکر سابق میں نہیں آیا، مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور دلیل یہ عبارات پیش کی ہیں:

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَبِيعَ الْمُسْلِمُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَا بَدَا لَهُمْ مِنَ الطَّعَامِ وَالثِّيَابِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، إِلَّا السِّلَاحَ وَالْكُرَاعَ وَالسَّبْيَ سَوَاءٌ دَخَلُوا إِلَيْهِمْ بِأَمَانٍ أَوْ بِغَيْرِ أَمَانٍ. لِأَنَّهُمْ يَتَقَوَّوْنَ بِذَلِكَ عَلَى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِينَ اكْتِسَابُ سَبَبِ تَقْوِيَتِهِمْ عَلَى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ، وَهَذَا الْمَعْنَى لَا يُوجَدُ فِي سَائِرِ الْأَمْتِعَةِ. (شرح السیر الکبیر، ص: ۱۲۴۲)

دوسری عبارت بھی اسی کتاب کی ہے:

وَلَوْ أَصَابَ الْمُسْتَأْمِنُ مَعْدِنَ حَدِيدٍ فِي دَارِ الْحَرْبِ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لَهُ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ، وَيَسْتَخْرِجَ مِنْهُ الْحَدِيدَ، إِذَا كَانَ ذَلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُ بِثَمَنٍ أَوْ بِغَيْرِ ثَمَنٍ. لِأَنَّ الْحَدِيدَ أَصْلُ السِّلَاحِ، فَالْحُكْمُ فِيهِ كَالْحُكْمِ فِي عَمَلِ السِّلَاحِ. (شرح السیر الکبیر، ص: ۱۴۷۷)

ان دو عبارات کو ذکر کرنے کے بعد مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ففی ظاهر هذين الكلامين تدافع فی امر الحديد فان الاول يجوز بيع الحديد والثانی يكره.

تبصرہ: تدافع کے بجائے شاید یہ تعبیر مناسب ہو کہ عبارتِ اولیٰ لوہے کی بیع کے

سلسلے میں ساکت ہے؛ کیوں کہ خود اسی کتاب میں دوسری جگہ اس کے عدم جواز کی تصریح کی گئی ہے، امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكَذَلِكَ الْحَدِيدُ الَّذِي يُصْنَعُ مِنْهُ السِّلَاحُ. لِأَنَّهُ مَخْلُوقٌ لِذَلِكَ فِي الْأَصْلِ فِي قَوْله تَعَالَى: {وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ} [الحديد: 25] وَالْمَصْنُوعُ مِنْهُ وَغَيْرُ الْمَصْنُوعِ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَمْلِ إلَيْهِمْ سَوَاءٌ، وَهَذَا لِأَنَّ الْحَدِيدَ أَصْلُ السِّلَاحِ. وَالْحُكْمُ الثَّابِتُ فِيمَا يَحْصُلُ مِنْ أَصْلٍ يَكُونُ ثَابِتًا فِي الْأَصْلِ، وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ فِيهِ ذَلِكَ الْمَعْنَى. (شرح السیر الکبیر، ص:۱۴۰۸)

دوسری بات یہ کہ یہ اہل حرب کے احکام ہیں جو اہل اسلام کے احکام سے مختلف ہیں؛ اس لیے اہل حرب کے احکام پر قیاس نہیں کیا جائے گا، وہ انہی کے ساتھ خاص ہوں گے۔

فتویٰ کس کے قول پر؟

صراحۃً تو کتبِ فقہ میں یہ بات نہیں مل سکی کہ امام اعظم اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان اعانت علی المعصیۃ کے مسئلے میں جو اختلاف ہے اس میں فتویٰ کس کے قول پر ہے؛ لیکن بعض کتابوں میں یہ تصریح ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول قیاس جب کہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا قول استحسان پر مبنی ہے، چنانچہ علامہ شہاب الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ حمل خمر کے مسئلے کے تحت لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ: وَقَالَا هُوَ مَكْرُوهٌ) قَالَ فَخْرُ الْإِسْلَامِ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ قِيَاسٌ، وَقَوْلُهُمَا اسْتِحْسَانٌ. اهـ (حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ۶/ ۲۹، المطبعۃ الکبری الامیریۃ قاہرۃ)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

زَادَ فِي النِّهَايَةِ وَهَذَا قِيَاسٌ وَقَوْلُهُمَا اسْتِحْسَانٌ. (رد علی الدر ۶/ ۳۹۲)

اور فتویٰ کے سلسلے میں یہ اصول طے شدہ ہے کہ استحسان قیاس پر مقدم ہوتا ہے، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اذا كان فى مسالة قياس واستحسان ترجح الاستحسان على القياس. (شرح عقود رسم المفتی، ص: ۵۷، مکتبۃ البشری)

اور ماضی قریب کے ممتاز فقیہ النفس مفتی حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حرام کاروبار کے لیے املاک کے اجارہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

ایسے کو کرایہ پر دینا مکان کا درست نہیں حسبِ قول صاحبین کے،

اور امام صاحب کے قول سے جواز معلوم ہوتا ہے... مگر فتوی اسی پر ہے کہ نہ دیوے کہ اعانت گناہ کے ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ۲/ ۳۱۲)

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی موضوع سے متعلق ہدایہ کے مسئلے کے تحت حاشیے میں لکھا ہے:

وبقولهما قالت الائمة الثلاثة وهو الراجح رجحه شيخ الاسلام فی المحيط وكذا رجحه فی الذخيرة واليه مال المحقق ابن الهمام فی الفتح وقال ان دليل الهداية من جهة قول الامام ينتقض بكثير من المسائل المسلمة الاتفاقية. (حوالہ سابق)

خلاصہ یہ کہ صاحبین کے قول کے مفتیٰ بہ ہونے کی بنیاد اس کا مبنی بر استحسان ہونا ہے؛ لیکن کتبِ فقہ میں چند ایسے مسائل بھی موجود ہیں جہاں مختلف وجوہ کے پیشِ نظر استحسان کو ترک کر کے قیاس پر ہی عمل کیا گیا ہے، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اذا كان فی مسالة قياس واستحسان ترجح الاستحسان على القياس الا فی مسائل، وهی احدى عشرة مسالة على ما فی اجناس الناطفی، وذكرها العلامة ابن نجيم فی شرحه على المنار ،ثم ذكر ان نجم الدين النسفی اوصلها الى اثنتين وعشرين.

(شرح عقود رسم المفتی، ص: ۵۷، مکتبۃ البشری)

زیر بحث مسئلے میں بھی دفعِ حاجت اور امورِ مسلمین کو صلاح و جواز پر محمول کرنے اور انہیں گناہ سے بچانے کے پیشِ نظر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش ہونی چاہیے، خاص طور پر جب کہ یہ مسئلہ معاملات سے متعلق ہے، اور معاملات میں تیسیر

کا پہلو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

اَلْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ.

اَلْمَشَقَّةُ تَجْلُبُ التَّيْسِيرَ.

عمان جو بطور اسلامی ملک مشہور ہے اور جہاں کسی نہ کسی درجے میں اسلامی نظام ہے اس کے ایک عالمِ دین لکھتے ہیں:

وقد يظهر للناظر لأول وهلة فى تحديد هذا الضابط فى إعانة على المعصية عند الإمام نوع بشاعة وبعد، وهذا من الناحية النظرية. وأما من يعمق النظر ويدقق الفكر ويسبر المسائل يجد فقاهة إمامنا الأعظم فى ذلك، إذ لو فسرت الإعانة على المعصية بغير ما يقول به؛ لوقع الناس فى حرج عظيم جداً فى معاشهم وعياتهم، إذ أغلب حياة الناس وأرزاقهم موصلة إلى الإعانة إلى الحرام بطريق أو أخرى؛ ولذلك احتيج لضابط يفرق بين الإعانة وغيرها فى ذلك، وهذا ما فعله الإمام أبو حنيفة رضى الله عنه.

(حاشیہ بر رسالۂ مفتی شفیع عثمانی رحمہ اللہ، ص: ۷۰)

تو پھر ہندوستان اور اس جیسے دیگر ممالک میں تو یہ حاجت اور بڑھ جاتی ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول مختار ہونا چاہیے، چنانچہ متعدد اصحابِ افتاء نے بھی اپنے فتاوی میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کی گنجائش دی ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل اگلے عنوان کے تحت آرہی ہے۔

جدید عصری مسائل

حرام کاروبار کے لیے املاک کا اجارہ

صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک حرام کاروبار کے لیے دکان ومکان کرایہ پر دینا درست نہیں ہے، ان کے نزدیک یہ تعاون علی الاثم کے دائرے میں آتا ہے، اور مفتیان کرام کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ۲ / ۳۱۲، فتاوی رحیمیہ ۹ / ۲۹۲)

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق یہ اجارہ درست ہے اور حرام کاروبار کا گناہ مستاجر پر ہوگا نہ کہ موجر پر، بعض فتاوی میں اس قول کو بھی اختیار کیا گیا ہے۔ (فتاوی خلیلیہ ۱ / ۲۵۲، کتاب النوازل ۱۲ / ۴۸۹ و ۴۹۲ و ۴۹۵، فتاوی دینیہ ۴ / ۲۵۲ و ۲۶۳، فتاوی دار العلوم زکریا ۵ / ۶۱۲، کفایت المفتی ۷ / ۳۱۲، فتاوی عبد الغنی ص: ۴۲۳، معین الفتاوی، ص: ۵۵۴، بنوری ٹاؤن فتویٰ نمبر: 144406101564)

مفتی کفایت اللہ دہلوی ومفتی رکن الدین رحمہما اللہ نے غیر مسلم کو دینے کو جائز لکھا ہے، جب کہ مسلم کو دینے کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ (کفایت المفتی ۷ / ۳۳۲، فتاوی نظامیہ، ص: ۴۱۰)

بینک کو عمارت کرایے پر دینا

بینک سودی معاملات میں ملوث ہوتے ہیں، انہیں جگہ کرایہ پر دینا صاحبین کے نزدیک تعاون علی الاثم ہے؛ اس لیے اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس قول کو اختیار کرتے ہوئے متعدد مفتیان کرام نے لکھا ہے کہ اگر خاص بینک کے مقاصد کو مدنظر رکھ کر اس مکان کو بنایا گیا اور کرایہ پر دیا جارہا ہے تو مکروہ تحریمی؛ ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (جواہر الفقہ ۷ / ۵۱۳، فتاوی دار العلوم زکریا ۵ / ۶۲۰ فتاوی عثمانی ۳ / ۴۰۲، کتاب الفتاوی

۵/۴۱۱، بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144610100597) مفتی رشید احمد لدھیانوی نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر مسلمان کو کرایہ پر دیا جارہا ہو تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ تنزیہی ہے۔ (احسن الفتاوی ۷/۳۰۵)

لیکن اجارہ کے مکروہ ہونے کے باوجود بعض مفتیان نے کرایہ کو حرام قرار نہیں دیا ہے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا ۵/۶۲۰)

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں اجارہ عمارت اور اس کی منفعت پر ہورہا ہے، رہا اس میں خلافِ شرع امور کی انجام دہی تو وہ کرایہ پر لینے والے کا عمل ہے، کرایہ پر دینے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا اور کرایہ بھی جائز ہوگا۔ (فتاوی مفتی محمود ۹/۳۳۶)

بکراہت جائز ہے اور بینک کے سودی کاروبار کا مالک ذمہ دار نہیں۔ (کتاب النوازل ۱۲/۴۹۴)

سنیما کے لیے عمارت کرایہ پر دینا

سنیما میں فحش، مخربِ اخلاق اور غیر شرعی چیزیں دکھائی جاتی ہیں، ایسی چیز کے لیے جگہ کرایہ پر دینا صاحبین کے نزدیک تعاون علی الاثم ہے؛ اس لیے اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں اجارہ عمارت اور اس کی منفعت پر ہورہا ہے، رہا اس میں خلافِ شرع امور کی انجام دہی تو وہ کرایہ پر لینے والے کا عمل ہے، کرایہ پر دینے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا اور کرایہ بھی جائز ہوگا۔۔ (فتاوی دار العلوم زکریا ۵/۶۱۲و۶۲۲)

شراب خانے کے لیے عمارت کرایے پر دینا

شراب نوشی ملعون عمل ہے، اور اس کا کاروبار بھی سخت حرام ہے، اس کے لیے جگہ کرایہ پر دینا صاحبین کے نزدیک تعاون علی الاثم ہے؛ اس لیے اس کی اجازت نہیں

ہوگی۔(احسن الفتاوی ۷ / ۳۳۲، کفایت المفتی ۷ / ۳۰۸، محمود الفتاوی ۶ / ۳۰۰)

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں اجارہ عمارت اور اس کی منفعت پر ہورہا ہے، رہا اس میں خلافِ شرع امور کی انجام دہی تو وہ کرایہ پر لینے والے کا عمل ہے، کرایہ پر دینے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا اور کرایہ بھی جائز ہوگا۔(فتاوی دار العلوم زکریا ۵ / ۶۱۲ و ۶۲۲ و ۶۲۴)

اگر غالب آبادی کفار کی ہو تو یہ اجارہ درست ہے۔(امداد الاحکام، ص: ۵۳۵)

فنکشن ہال کرایے پر دینا

فنکشن ہال کرایے پر دینے میں اگر یہ اندیشہ ہو کہ کرایے پر لینے والا اس میں غیر شرعی امور انجام دے گا (جیسے: ناچ گانا بجانا وغیرہ) تب بھی امام اعظم کے نزدیک جائز ہے؛ کیوں کہ اجارہ تو محض فنکشن ہال سے انتفاع پر ہے، غلط انتفاع کا ذمے دار خود منتفع ہوگا۔(فتاوی دار العلوم زکریا ۵ / ۶۲۷)

نوجوان لڑکے لڑکیوں کو ہوٹل کے کمرے کرائے پر دینا

اگر یقینی طور پر معلوم ہو یا غالب گمان ہو کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں تو ان کو کمرے کرائے پر دینا جائز نہیں ہے، ان سے مناسب انداز میں معذرت کر لینی چاہیے، اور اگر ان نوجوانوں کے بارے میں حتمی اور یقینی طور پر معلوم نہ ہو کہ یہ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ، اور تحقیق کے باوجود یقین یا غالب گمان نہ ہو سکے تو ان کو کمرے کرائے پر دینا جائز ہے، اس صورت میں اگر وہ غیر شادی شدہ نکلے تو اس کا گناہ ان نوجوانوں پر ہی ہوگا، ہوٹل انتظامیہ گناہ گار نہیں ہوگی، ان کی آمدنی بھی حلال ہوگی۔

فتاوی محمودیہ میں ہے:

> ”مسافر خانہ بنانا اور اس میں ٹھہرنے کا کرایہ لینا درست ہے۔ اس کوشش کے باوجود کہ وہاں برائی نہ ہونے پاوے، پھر بھی اگر آنے والے برائی کریں تو مسافر خانہ والوں پر اس کا کوئی گناہ

نہیں ہوگا اور کرایہ کی آمدنی کو نا جائز نہیں کہا جائے
گا۔(۱۶/ ۵۶۹ ادارۃ الفاروق کراچی)

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144601102352)(محمود الفتاوی ۶/ ۲۹۷)

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہر صورت کرایے پر دینا جائز ہوگا اور گناہ کے ذمے دار وہی جوڑے ہوں گے۔

غیر شرعی اداروں میں ملازمت

غیر شرعی اداروں (بینک، انشورنس کمپنی، شعبۂ انکم ٹیکس، کلب وغیرہ) میں ملازمت کے سلسلے میں مفتیان کرام کا ایک طبقہ تو وہ ہے جو بہر صورت ہر قسم کی ملازمت کو ناجائز کہتا ہے، خاص طور پر بنوری ٹاؤن کے فتاویٰ (فتویٰ نمبر: 144609100154، فتویٰ نمبر: 144306100609، فتویٰ نمبر: 144209200703) میں اسی قسم کی بات مذکور ہے۔

جب کہ دیگر علماء نے بعض صورتوں میں کچھ ملازمتوں کو سند جواز فراہم کی ہے، ذیل میں تفصیل رقم کی جاتی ہے۔

ایسے ریسٹورنٹ اور ائیر لائن کی ملازمت جہاں حرام چیزیں بھی فروخت ہوتی ہوں

تقریباً تمام مفتیان کرام اس امر پر متفق ہیں کہ اگر حرام چیزوں سے ملازم کا تعلق نہ ہو، اس کا دائرۂ کار حلال تک ہی محدود ہو تو ایسی ملازمت بھی جائز ہے اور تنخواہ بھی حلال ہے، اور اگر صرف حرام اشیاء پر ہی مامور ہو تو ملازمت بھی حرام اور تنخواہ بھی مکروہ، اور اگر حلال وحرام دونوں کام کرنے پڑتے ہوں تو تنخواہ بھی مخلوط ہوگی، اور جس قدر اجرت حرام کام کی مد میں حاصل ہوئی ہے اس کو صدقہ کرنا ہوگا، مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

> وہ ہوٹل، ریسٹورنٹ اور ائیر لائن جن میں شراب اور دوسری حرام چیزیں بیچی جاتی ہیں ان میں نوکری کا حکم یہ ہے کہ اگر خدمت مباح ہو تو نوکری جائز ہے، اور ملنے والی تنخواہ حلال ہوگی، اور اگر حرام خدمت ہو، مثلاً: شراب کی بیع تو یہ نوکری اور تنخواہ دونوں حرام ہیں۔

اور جس نوکری میں حلال اور حرام دونوں خدمات انجام دینی پڑیں تو ایسی نوکری کرنا ناجائز ہے؛ لیکن اگر کوئی ایسی نوکری قبول کرلے تو ایسا اجارہ تبھی حلال ہوگا جب کہ تنہا اس کی اجرت معلوم ہو، اگر اجرت معلوم نہ ہو تو یہ درست نہیں ہے؛ لہٰذا اگر ہوٹل، ریسٹورنٹ، بینک اور انشورنس کمپنی میں خدمت کی یہی صورت حال ہو تو کام کرنے والے کی تنخواہ حلال وحرام سے مرکب ہوگی، اور اگر مباح خدمت کی علاحدہ اجرت معلوم نہ ہو تو اجارہ فاسد ہے؛ لیکن اجیر اجارات فاسدہ میں اجرت مثل کا حق دار ہوتا ہے، اس بنیاد پر جتنی مقدار مباح خدمت کی تنخواہ بن سکتی ہے وہ حلال ہونی چاہیے؛ لیکن اس صورت میں بھی اس کا مال حلال وحرام سے مخلوط ہوگا۔ (فقہ البیوع ۲/ ۱۰۵۶)

کتاب النوازل (۱۲/ ۵۲۸) فتاوی دار العلوم زکریا (۵/ ۶۷۶) میں بھی یہی بات موجود ہے۔

بینک کی ملازمت

اولاً تو ذہن میں رہنا چاہیے کہ موجودہ دور میں بہت سے بینک اسلامی ہیں جو ماہر علماء کی نگرانی میں چلتے ہیں؛ اگرچہ اصحابِ افتاء کی ایک بڑی تعداد انہیں بھی غیر شرعی قرار دیتی ہے؛ لیکن کچھ مستند علماء جیسے مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم وغیرہ انہیں شرعی مانتے ہیں، تو ان حضرات کی رائے کا اعتبار کرتے ہوئے ایسے اسلامی بینکوں میں ملازمت بلا کراہت درست ہوگی۔

اس کے علاوہ جو غیر اسلامی اور سودی بینک ہیں اور اکثریت انہی کی ہے تو مفتیان کرام کا ایک طبقہ اس میں ہر قسم کی ملازمت کو ناجائز اور اس کی تنخواہ کو حرام کہتا ہے، چنانچہ بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے:

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں سود کی حرمت اور مذمت بڑی سختی سے بیان کی گئی ہے، لہٰذا قرآن وحدیث کی رو سے سود لینا، دینا، سودی معاملہ لکھنا یا اس میں گواہ بننا اور تعاون کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔ مروجہ تمام بینکوں کا مدار سودی نظام پر ہی ہے اور وہ اپنے ملازمین کو تنخواہ بھی سود کے پیسوں سے دیتے ہیں، نیز بینک کی ملازمت میں سودی معاملات میں تعاون بھی ہے؛ لہٰذا بینک میں کسی بھی قسم کی نوکری کرنا جائز نہیں ہے اور اس سے حاصل ہونے والی تنخواہ بھی حرام اور واجب التصدق ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144504101463)

(محمود الفتاوی ۶ / ۳۱۵، جدید مسائل کا شرعی حل، ص: ۱۱۸، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۶ / ۲۴۳، بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144504102473)

جب کہ دوسرے طبقے نے تفصیل کی ہے، اس کے نزدیک صرف وہ ملازمتیں ناجائز ہیں جن میں سودی کاموں سے براہ راست واسطہ ہو، اور جن ملازمتوں کا سودی معاملات سے تعلق نہ ہوں وہ جائز ہوں گی اور ان کی تنخواہ بھی حلال ہوگی، مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

سودی بینک کے اموال میں حلال وحرام مخلوط ہوتے ہیں؛ اس لیے کہ ایک تو رأس المال ہے جس کو حلال سمجھا جاتا ہے، جب تک کہ اس کے خلاف معلوم نہ ہو، دوسرا بینک میں پیسے رکھنے والوں کے پیسے، اور ان کو بھی حلال مانا جاتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو، تیسرا بینک کی وہ آمدنی جو شرعاً جائز خدمات کی وجہ سے حاصل ہوئی ہوں، مثلاً: پیسوں کی منتقلی اور کرنسیوں کے فوری تبادلہ کی کاروائیاں، یہ بھی حلال ہے، چوتھا

وہ آمدنی ہے جو عام طور پر سودی معاملات کے ذریعے حاصل ہوتی ہے، یہ حرام ہے؛ لہٰذا حلال کے بقدر معاملہ جائز ہوگا۔

اگر ملازمت میں سودی یا دیگر حرام کام کرنے پڑتے ہوں مثلاً: سودی لین دین کرنا، discounting of the bill of exchange، ان معاملات کو قلمبند کرنا، ان پر دستخط کرنا، سودی رقموں کا مطالبہ کرنا یا دینا، یا یادداشت کی غرض سے اسے لکھ لینا، یا بینک یا اس کے کسی سیکشن کا منیجر بننا، تو ایسی ملازمت حرام ہے، منیجر بننا اس لیے حرام ہے کہ بینک کی تمام سرگرمیوں جن میں اکثر حرام ہوتے ہیں کا وہی جواب دہ ہوتا ہے۔

اور جو شخص مذکورہ حرام کاموں میں ملازم ہو تو بینک سے ملنے والی اس کی کل تنخواہ حرام ہوگی؛ لہٰذا ہبہ یا بیع وشراء یا وراثت کے طور پر وہ مال لینا ناجائز ہوگا، ایسے ملازم پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا اور اس حرام کمائی کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔

اور جس ملازمت میں مباح وممنوع دونوں کام کرنے پڑتے ہوں تو اس کا حکم وہ ہے جو ہوٹل اور ریسٹورنٹ میں ملازمت کا ہے۔

اور اگر ملازمت کا سودی کاموں سے براہِ راست تعلق نہ ہو، مثلاً واچ مین، ڈرائیور، فون آپریٹر، عمارت یا سامانوں یا بجلی کی دیکھ بھال کی ملازمت، یا ایسا ملازم جس کو صرف مباح کاروائیاں انجام دینی پڑتی ہوں، جیسے: پیسے منتقل کرنا، کرنسیوں کا فوری تبادلہ کرنا، بینک چیک جاری کرنا، باربرداری یا ایک ملک سے دوسرے ملک بھیجنے کے کاغذات کی حفاظت، تو اگر حرام کاموں میں تعاون کی

نیت نہ ہوتو یہ ملازمت حرام تونہیں؛ لیکن بچنا اولیٰ ہے، اور اس کی تنخواہ پر بھی حرمت کا حکم نہیں لگے گا، اور اس قسم کے ملازمین کے ساتھ ہدیہ اور خرید وفروخت کے معاملات کیے جاسکتے ہیں۔(فقہ البیوع ۲/ ۱۰۶۲)

مزید تائیدی فتاوی کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فتاوی عثمانی ۳/ ۳۹۵، قاموس الفقہ ۱/ ۵۰۰، اسلام اور جدید معاشی مسائل ۴/ ۱۳۵، کتاب الفتاوی ۵/ ۴۱۰، فتاوی دار العلوم زکریا ۵/ ۶۷۳، نظام الفتاوی ۱/ ۱۹۳ بحوالۂ فتاوی دار العلوم زکریا، فتاوی عثمانیہ ۸/ ۹۵، فتاوی عبد الغنی، ص: ۴۲۵، کتاب الفتاوی ۵/ ۳۹۲ و ۱۰/ ۱۲۷، فتاوی حقانیہ ۶/ ۲۵۸۔

بینک کے لیے سافٹ ویئر بنانا

اگر سافٹ ویئر ایسا ہو جو بینک کے علاوہ دیگر جگہوں پر بھی استعمال ہوسکتا ہے، صرف بینک کے سودی امور ہی اس کا مصرف نہ ہوں تو ایسے سافٹ ویئر بنانا جائز ہے، اور سودی کاروبار میں اس کو استعمال کرنے کا ذمے دار بینک ہوگا نہ کہ سافٹ ویئر بنانے والا۔(کتاب النوازل ۱۲/ ۵۱۰)

بینک وغیرہ میں بجلی کا کام کرنا

جائز ہے؛ کیوں کہ اس کا سودی معاملات سے کوئی تعلق نہیں، تفصیل اوپر آچکی ہے۔(احسن الفتاوی ۷/ ۳۲۹)

انشورنس کمپنی میں ملازمت

مفتی تقی عثمانی کی تحقیق کے مطابق فیملی انشورنس کمپنیوں کا اکثر مال حلال ہوتا ہے؛ لہٰذا وہاں ایسی ملازمت درست ہوگی جہاں براہ راست انشورنس کی سرگرمیوں سے واسطہ نہ پڑے، جیسا کہ بینک کی ملازمت کے تحت اس کی تفصیل آچکی ہے، اور جنرل انشورنس کمپنیوں میں عام طور پر بہت ہی کم حصہ حلال مال کا ہوتا ہے؛ اس لیے ایسی کمپنیوں میں

ملازمت نہیں کرنا چاہیے۔ (فقہ البیوع ۲/ ۱۰۶۶، فتاوی عثمانی ۳/ ۴۱۰، محمود الفتاوی ۶/ ۳۱۶)

اسٹاک ایکسچینج میں ملازمت

اسٹاک ایکسچینج کی غرض سودی لین دین کو ترویج دینا نہیں؛ بلکہ کمپنی اور گاہک کے درمیان دلال (واسطہ) بن کر کمپنی کے شیئرز گاہک کو فروخت کرنا ہے؛ اس لیے اس کی ملازمت میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی عثمانیہ ۸/ ۹۲)

شراب خانے میں ملازمت

جائز نہیں ہے۔ (کتاب الفتاوی ۱۰/ ۱۴۸، بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144401101940)

کافر ملک میں کلب کی چوکیداری کرنا

اگر کلب کی غالب آمدنی حلال ہو، تو اس میں ایسے شعبہ (مثلاً: سیکیورٹی وغیرہ) میں ملازمت کرنا جس میں براہِ راست حرام کام (مثلاً شراب پیش کرنا، یا اسے اٹھا کر منتقل کرنا وغیرہ) میں شمولیت نہ ہوتی ہو، تو یہ ملازمت شرعاً جائز ہے، اور اس کی آمدنی حرام نہیں ہے، البتہ اگر ایسی جگہ ملازمت مل جائے جس جگہ ایسی حرام اشیاء نہ ہوں تو یہاں ملازمت ترک کر کے وہاں ملازمت کی کوشش کرنی چاہیے۔

اور اگر مذکورہ کلب کی غالب آمدنی حلال نہ ہو تو اس میں کسی قسم کی ملازمت کرنا بھی جائز نہیں ہوگی، اسی طرح حرام کام (مثلاً: شراب پیش کرنا یا اٹھانا کر منتقل کرنے وغیرہ) کے عوض تنخواہ ملتی ہو تو بھی وہاں ملازمت جائز نہیں ہوگی۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144406100233)

میڈیکل بلنگ کی نوکری کرنے کا حکم

میڈکل بلنگ کمپنی مریض اور انشورنس کمپنی کے درمیان ثالث کا کردار ادا کرتی ہے، یعنی ڈاکٹر کی تجاویز (دوا اور ٹیسٹ وغیرہ) انشورنس کمپنی کی طرف منتقل کرتی ہے، اور

انشورنس کمپنی سے رقم وصول کر کے ڈاکٹر یا ہسپتال کو پہنچاتی ہے، گویا اس کمپنی کا کام انشورنس کی سہولت کاری ہے، لہذا اس کمپنی میں نوکری کرنے والا بھی انشورنس کے حرام معاملات کا سہولت کار اور معاون بن جائے گا، اور تنخواہ اس حرام میں معاونت کا عوض ہوگی، جو کہ حلال نہیں ہے، لہذا اس سے بچنا چاہیے۔

اسی طرح میڈیکل کوڈر کا کام (یعنی ڈاکٹر کی پرچی کو مخصوص کوڈز میں تبدیل کرنا) بھی انشورنس کی سہولت کاری ہی کی ایک شکل ہے، کیوں کہ میڈیکل کوڈر، میڈیکل بلر کے لیے مخصوص کوڈز تیار کرتا ہے، اور پھر میڈیکل بلر مریض اور انشورنس کمپنی کے درمیان ثالث بن کر انشورنس کے عمل کو ممکن بناتا ہے۔ یوں یہ دونوں (میڈیکل بلر اور میڈیکل کوڈر) انشورنس کے حرام معاملے میں سہولت کار بن جاتے ہیں۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144408101428، فتویٰ نمبر: 144703101098)

غیر مسلموں اوران کی عبادت گاہوں سے متعلق مسائل

غیر مسلموں کی عبادت گاہ کی تعمیر کرنا

حضرات صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے۔مفتی شبیر صاحب قاسمی (فتاوی قاسمیہ ۲۱/ ۷۴۰) کا یہی فتویٰ ہے۔

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عمل جائز ہے۔مفتی رشید احمد لدھیانوی (احسن الفتاوی ۷/ ۳۰۹)مفتی سلمان صاحب منصور پوری (کتاب النوازل ۱۲/ ۴۹۱)مفتی رضاء الحق قاسمی (فتاوی دار العلوم زکریا۵/ ۶۱۴)(فتاوی عثمانیہ ۸/ ۱۰۰) نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔

مندر کے لیے چندہ بکس بنانے پر اجرت لینے کا حکم

اسلام عقیدۂ توحید کا حامل مذہب ہے، اس بنیاد پر اسلام میں کسی مذہبِ غیر کے مذہبی امور میں سے کسی قسم کی اعانت ہرگز جائز نہیں ہے اور عام طور پر مندر میں جو چندہ بکس یا صدقہ پیٹی (Donation Box) رکھا جاتا ہے اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے پیسوں کو ہندوؤں کے مذہبی امور میں خرچ کیا جاتا ہے؛ لہٰذا کسی مسلمان کاری گر کا علم ہوتے ہوئے مندر کے لیے چندہ بکس بنانا اور اس پر اجرت وصول کرنا دونوں شرعاً مکروہِ تحریمی ہے؛ کیوں کہ مسلمان کا اس طرح مندر کے لیے چندہ بکس بنانا تسبب الی المعصیۃ (یعنی کسی گناہ کا سبب بننے) کی قبیل سے ہے، اور تسبب الی المعصیت کا حکم بعض اوقات (سببِ قریب کی صورت میں) اعانت علی المعصیت کے قریب تر ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔البتہ اگر کسی کاری گر مسلمان کے پاس یا اس کے کارخانہ وغیرہ پر کوئی غیر مسلم بذات خود آکر مندر کے لیے چندہ بکس بنوائے اور مسلمان کاری گر کو مندر کے لیے بنوانے کا علم نہ ہو، تو اس میں کسی قسم کا مضائقہ نہیں اور اس کی

اجرت بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔(بنوری ٹاؤن،فتویٰ نمبر:144403100794)

جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کام جائز ہے اور اجرت بھی حلال ہے۔

مورتیوں کی تجارت کرنا

مورتیوں کی تجارت شرک جیسے عظیم گناہ میں تعاون کی وجہ سے ناجائز ہے۔

البتہ اگر کسی نے تجارت کرلی ہو تو اس سے حاصل شدہ پیسوں کی حلت وحرمت سے متعلق یہ تفصیل ہے:

اگر وہ مورتیاں مٹی یا پتھر سے بنی ہوئی ہوں، تو ان کو بنانا بھی حرام ہے اور ان کی تجارت خرید وفروخت بھی حرام ہے اور ان کا پیسہ بھی حرام ہے؛ اس لئے کہ مٹی یا پتھر کے ٹوٹ جانے کے بعد پھر وہ کسی کام میں نہیں آتی، اس کی مالیت تقریباً ختم ہوجاتی ہے۔

دوسری شکل یہ ہے کہ وہ مورتیاں پیتل، تانبہ، اسٹیل، المونیم، لوہا وغیرہ کسی دھات سے بنائی جاتی ہیں، تو ان کا بنانا حرام اور عظیم ترین گناہ ہے؛ لیکن ان مورتیوں کو توڑ دینے کے بعد اور ان کو گلا دینے کے بعد بھی تانبا، پیتل وغیرہ کی پوری مالیت باقی رہتی ہے؛ اس لیے ان کی تجارت میں مالیت کی تجارت ہوگی اور ان کا پیسہ حرام نہیں ہوگا۔(مستفاد از فتاوی قاسمیہ ۲۱/ ۷۲۵)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(اشْتَرَى ثَوْرًا أَوْ فَرَسًا مِنْ خَزَفٍ) لِأَجْلِ (اسْتِئْنَاسِ الصَّبِيِّ لَا يَصِحُّ وَ) لَا قِيمَةَ لَهُ .در ...(قَوْلُهُ مِنْ خَزَفٍ) أَيْ طِينٍ قَالَ ط: قَيَّدَ بِهِ لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ مِنْ خَشَبٍ أَوْ صُفْرٍ جَازَ اتِّفَاقًا فِيمَا يَظْهَرُ لِإِمْكَانِ الِانْتِفَاعِ بِهَا.

(ردعلی الدر ۲۱/ ۷۲۶)

چرچ کی ویب سائٹ بنانا

سوال: میں ایک Freelancer ہوں۔ مجھے Fiverr سے ایک آرڈر آیا ہے

جس میں مجھے ایک چرچ کی ویب سائٹ کو design کرنا ہے، ویب سائٹ کا ڈیزائن ان چیزوں پر مشتمل ہے:

Church Services.1

Opening and closing time.2

Events.3

Donation Page Creation.4

کیا یہ کام کرنا شرعی لحاظ سے جائز ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں چرچ کی ویب سائٹ بنانا جس میں چرچ کی سروسز، کھلنے اور بند ہونے کا وقت، تقریبات اور چندہ وغیرہ سے متعلق سہولیات ہوں گی جائز نہیں، کیوں کہ یہ ایک منسوخ مذہب کی ترویج اور اشاعت میں تعاون ہے جو ناجائز کام میں معاونت کی وجہ سے جائز نہیں ہے، ایک مسلمان کی ایمانی غیرت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ایسے کام کے بجائے کوئی اور پاکیزہ اور حلال آمدن کے ذرائع کو اختیار کرے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144507101193)

راکھی بنانا اور اس کے عوض میں اجرت وصول کرنا

''راکھی'' کا معنیٰ ہے ''ہاتھ رکشا''، یعنی محافظت کرنے والا ڈورا، ہندو یہ رنگین ڈورا سلونو کے تہوار میں کلائی پر باندھتے ہیں۔ (از: فیروز اللغات، ر، ا، ص: ۶۹۹، ط: فیروز سنز) یہ تہوار ''رکشا بندھن'' کے نام سے ہندوؤں کے ہاں بہت معروف ہیں، یہ ساون کے مہینے میں منایا جاتا ہے، اور ''سلونو'' کہلاتا ہے، چوں کہ راکھی بندھن یا رکشا بندھن یہ ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار ہے، اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں ان کی کسی بھی طرح کی معاونت کرے؛ لہذا راکھی بنانا اور اس کی اجرت لے کر استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

امداد الفتاوی میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال

کے جواب میں لکھتے ہیں:

کفار کا مجمع مطلقاً معصیت نہیں ہے، بلکہ صرف جو کسی معصیت یا کفر کی غرض سے منعقد کیا جائے، ایسے مجمع کی شرکت و اعانت سب حرام ہے۔ (امداد الفتاوی ۳/ ۱۴۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

فتاوی محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں ہے:

مذہب باطل اور عقیدہ باطلہ کی جس چیز سے اشاعت ہوتی ہے، اس کی تجارت ناجائز ہے۔ (۱۹/ ۴۷۶، دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

(ماخوذ از بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144307100511)

پتنگ بنانا اور اس کا کاروبار کرنا

پتنگ بنانا یا اس کا کاروبار کرنا اعانت علی المعصیۃ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے؛ البتہ اجرت جائز ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ۲۱/ ۷۴۹)

تصویر سازی سے متعلق مسائل

جان دار کی غیر ڈیجیٹل تصویر کی حرمت پر برصغیر کے جمہور اور عالمِ عرب کے بھی معتد بہ علماء کا اتفاق ہے، اور ایسا پیشہ اختیار کرنا حرام ہے؛ البتہ اس سے حاصل شدہ اجرت کی حرمت وکراہت میں تھوڑا اختلاف ہے، بنوری ٹاؤن (فتوی نمبر: 144407101944) اس کی اجرت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی اور مفتی سلمان صاحب منصور پوری کی رائے متضاد نظر آتی ہے، ایک جگہ آمدنی کو مکروہ قرار دیا ہے اور کراہت کے ساتھ استعمال کی اجازت دی ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ۲۱ / ۷۳۱) جب کہ دوسرے فتویٰ میں حلال کی بات کہی ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ۲۱ / ۷۳۴)

وعن محمد رجل استاجر رجلا ليصور له صورا او تماثيل الرجال في بيت او فسطاط فاني اكره ذلك واجعل له الاجر. (فتاوی تاتارخانیہ ۱۵ / ۱۳۰، زکریا دیوبند)

اگر ہندو اور غیر مسلم کاریگروں سے تصویر بنوائی جائے تو اس کا گناہ بنوانے والے پر نہیں ہوگا اور آمدنی حرام تو نہیں؛ لیکن مکروہ ہوگی۔ (فتاوی قاسمیہ ۲۱ / ۷۲۸)

اور ڈیجیٹل تصویر (جس کو ڈیجیٹل ہی رکھا جائے) کے متعلق برصغیر کے بعض علماء جواز کے قائل ہیں تو ان حضرات کے نزدیک ایسا پیشہ (فوٹو وویڈیو ایڈیٹنگ وغیرہ) اختیار کرنا جائز ہوگا، بشرطیکہ دوسرا کوئی شرعی واخلاقی مانع موجود نہ ہو۔ جب کہ اکثریت کی رائے عدم جواز کی ہی ہے تو اس کا حکم بھی غیر ڈیجیٹل کی مانند ہی ہوگا جو اوپر آچکا ہے۔

فوٹو گرافی کے آلات فروخت کرنا

سابق میں جو تفصیل آئی اس کے مطابق جمہور علماء کے نزدیک ان آلات کا استعمال

ناجائز امور میں ہی ہوگا؛ اس لیے ان آلات کی فروختگی ما تقوم بہ المعصیۃ میں داخل ہوکر مکروہ تحریمی ہوگی۔ (مستفاد از فتاوی قاسمیہ ۲۱ / ۷۳۵)

جب کہ بعض کے نزدیک ان کا استعمال جائز امور میں ہوسکتا ہے؛ اس لیے انہیں فروخت کرنا اور ان کی مرمت کرنا جائز ہے۔ (فتاوی عثمانیہ ۸ / ۶۱، کتاب الفتاوی ۵ / ۳۹۳)

ویڈیو گیم کرایے پر چلانا

صاحبین کے نزدیک یہ کاروبار مکروہ ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ۲۱ / ۷۴۰)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گنجائش ہے۔

تصاویر اور موسیقی پر مشتمل گرافک ڈیزائنگ کا کام کرنے کا حکم

سوال: گرافک ڈیزائننگ کا کام شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ اس میں مختلف کام کیے جاتے ہیں جیسا کہ بچوں کی اسکول کی کتابیں ڈیزائن کرنا جس میں تصاویر کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ کتابیں پرنٹ کروائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اشیاء کی تشہیر کے لیے اشتہار بنانا جس میں انسانوں اور جانوروں کی تصاویر کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ اشتہار ڈیجیٹل میڈیا پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ویڈیو ایڈیٹنگ کرنا جس میں مختلف اشیاء کی تصویر کے لیے ویڈیو ایڈز بنائے جاتے ہیں۔ جن میں میوزک کا استعمال کیا جاتا ہے اور یوٹیوب چینلز کے لیے ویڈیو ایڈیٹنگ کرنا، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: گرافک ڈیزائنگ کے وہ تمام کام جس میں جاندار کی تصاویر اور موسیقی (میوزک) کا دخل ہو وہ کام کرنا اور اس کے عوض اجرت وصول کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور اجرت حلال نہیں ہوگی۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144509101995)

کارٹون بنانا اور اس کا کاروبار کرنا

جان دار کی تصویر اور ویڈیو بنانا خواہ وہ تصویر کارٹون کی ہو، حرام ہے، احادیث شریفہ میں جاندار کی تصاویر کے متعلق بہت سی وعیدات آئی ہیں، چناں چہ حدیث شریف

میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا، لہٰذا کارٹون بنانا یا اس کی ویڈیو بنانا، اس کا کاروبار کرنا، اور اس سے کمائی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144506102081)

ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ کی مرمت کا کاروبار

جن چیزوں کا استعمال حرام میں ہوتا ہے جیسے ٹی وی وغیرہ ان کی مرمت حضرات صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے۔ کئی اصحاب افتاء نے اسی پر فتوی دیا ہے۔ (کتاب النوازل ۱۲ / ۴۸۲، فتاویٰ قاسمیہ ۲۱ / ۷۴۳، احسن الفتاوی ۶ / ۵۳۷ و ۷ / ۳۱۷، محمود الفتاوی ۶ / ۳۲۷)

جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عمل جائز اور اجرت بلا کراہت حلال ہے۔ (فتاوی عثمانیہ ۸ / ۱۴۲، کتاب الفتاوی ۵ / ۳۹۳)

اور جو چیزیں جائز امور میں بھی استعمال ہوتی ہیں، جیسے: ریڈیو، سی ڈی وغیرہ ان کی مرمت جائز ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲۱ / ۷۴۳، فتاوی محمودیہ ۱۷ / ۱۱۰، فتاوی مفتی محمود ۹ / ۳۳۶، کتاب الفتاوی ۵ / ۳۹۴، محمود الفتاوی ۶ / ۳۲۷)

البتہ احسن الفتاوی (۶ / ۵۳۷) میں ریڈیو کی مرمت کو بھی مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے۔

سنیما کی ملازمت

سنیما تصویر، فحش اور مخرب اخلاق چیزوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے؛ اس لیے اس میں کسی بھی طرح کا کام کرنا حرام ہوگا۔ (کتاب النوازل ۱۲ / ۴۸۵، احسن الفتاوی ۷ / ۳۱۷)

سنیما کے ٹکٹ خرید کر بیچنا

جان دار کی تصاویر پر مشتمل کوئی بھی ویڈیو وغیرہ دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور ایسی فلمیں جن میں فحش مواد ہو یا وہ فلم ہی فحش ہو اس کا دیکھنا تو اور زیادہ سخت گناہ ہے، سنیما

میں چونکہ فلمیں دکھائی جاتی ہیں، اس لیے سنیما کے ٹکٹ کا کام کرکے نفع کمانا حرام ہے۔ اوراس کو پروموٹ کرنا بھی حرام ہے۔(بنوری ٹاؤن،فتویٰ نمبر:144406101611)

میوزکل کانسرٹ(musical concert) کی ٹکٹ بیچنا

میوزکل کانسرٹ کی ٹکٹ بیچنا ناجائز ہے اوراس کا نفع بھی حلال نہیں ہے؛ کیوں کہ گناہ کے کام میں جیسے براہِ راست حصہ لینا ناجائز ہے، ایسے ہی اس کا ذریعہ بننا اوراس کی ترویج کرنا بھی ناجائز ہے۔(بنوری ٹاؤن،فتویٰ نمبر:144207201131)

کپڑوں پر جان دار تصاویر چھاپنے(photo printing) کے کاروبار کا حکم

شریعتِ مطہرہ میں جان دار کی تصویر سازی کی سخت مذمت وارد ہوئی ہے اور تصویر سازی حرام ہے،لہٰذا کپڑوں پر جان دار کی تصاویر چھاپنے، پرنٹ کرنے کا کام شرعاً جائز نہیں ہے اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر : 144407101944)

مسائل متفرقہ

گٹکھا، تمباکو اور سگریٹ وغیرہ فروخت کرنا

گٹکھا اور تمباکو وغیرہ کو ماضی قریب کے فقہاء اور اکابر دیوبند نے مباح یا زیادہ سے زیادہ بدبو کی وجہ سے مکروہ الطبع قرار دیا ہے۔ (دیکھیں: العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ۲ / ۳۳۲، دار المعرفۃ، ردالمحتار علی الدر المختار ۶ / ۴۵۹، دار الفکر بیروت، فتاوی رشیدیہ، ص: ۲ / ۴۴۳ تا ۴۴۵، المکتبۃ الحنفیۃ، امداد الفتاوی قدیم ۴ / ۱۱۶، دار العلوم کراچی، منتخب فتاوی دار العلوم دیوبند، ص: ۲۸۵، مکتبہ دار العلوم دیوبند، کفایت المفتی ۹ / ۱۴۴ تا ۱۴۸، دار الاشاعت کراچی، فتاویٰ محمودیہ ۱۸ / ۳۸۰ تا ۴۰۵ جامعہ فاروقیہ کراچی، احسن الفتاوی ۶ / ۴۹۵، ایچ ایم سعید کمپنی، بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144709102161)

لہٰذا ایسی چیزیں فروخت کرنا یا فروخت کرنے والوں کو کرایے پر جگہ دینا جائز اور درست ہوگا۔

نائی کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم

نائی کے پیشے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر داڑھی کاٹنا، غیر شرعی وانگریزی بال بنانا جیسے غیر شرعی اور ناجائز کام ہو رہے ہوں تو یہ عمل بھی حرام ہوگا، اسی طرح بعض جگہوں پر عورتوں کے بالوں کو بھی کاٹا جاتا ہے، یہ بھی جائز نہیں ہے۔

اور اگر ان امور سے اجتناب کرتے ہوئے نائی کا پیشہ اختیار کیا جائے تو پھر اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ارشادِ نبوی ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ.

(بخاری، رقم الحدیث: ۵۸۹۲)

أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى. (مسلم، رقم الحدیث:۲۵۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ« قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: قُلْتُ: وَمَا الْقَزَعُ؟ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: إِذَا حَلَقَ الصَّبِيُّ، وَتَرَكَ هَا هُنَا شَعَرَةً وَهَا هُنَا وَهَا هُنَا. فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ. قِيلَ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ: فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي، هَكَذَا قَالَ: الصَّبِيُّ. قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَعَاوَدْتُهُ، فَقَالَ: أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلاَمِ فَلاَ بَأْسَ بِهِمَا، وَلَكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ غَيْرُهُ، وَكَذَلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هَذَا وَهَذَا. (بخاری، رقم الحدیث:۵۹۲۰)

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقُوا أَن حلق جَمِيع اللِّحْيَة مثلَة لَا تجوز. (مراتب الاجماع، ص:۱۵۷، دار الکتب العلمیۃ)

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ.

(الدر مع الرد ۲/ ۴۱۸، دار الفکر بیروت)

کویت سے شائع شدہ موسوعہ میں ہے:

امَّا الأَخْذُ مِنَ اللِّحْيَةِ وَهِيَ دُونَ الْقَبْضَةِ لِغَيْرِ تَشَوُّهٍ فَفِي حَاشِيَةِ ابْنِ عَابِدِينَ: لَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ.

حَلْقُ اللِّحْيَةِ:

ذَهَبَ جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ: الْحَنَفِيَّةُ وَالْمَالِكِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ، وَهُوَ قَوْلٌ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ، إِلَى أَنَّهُ يَحْرُمُ حَلْقُ اللِّحْيَةِ.

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ۳۵/ ۲۲۵، وزارۃ الاوقاف کویت)

فتاویٰ شامی میں ہے:

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت زاد فی البزازية وإن بإذن الزوج لأنه لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق، ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته، والمعنى المؤثر التشبه بالرجال اهـ".

(كتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، ج:6، ص:407، ط:ايچ ايم سعيد)

زیر بحث مسئلے میں غیر شرعی طور پر کسی کے بال کو مونڈنا اگرچہ حرام ہے؛ لیکن اجرت کے سلسلے میں اصحابِ افتاء کا اختلاف ہے، بنوری ٹاؤن (فتویٰ نمبر: 143909200149، 144507101453، 144509100739) فتاوی دار العلوم زکریا (۵/ ۶۱۴) جدید معاملات کے شرعی احکام (۱/ ۲۰۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل (۶/ ۱۳۹) جامع الفتاوی (۶/ ۳۷۱) محمود الفتاوی (۶/ ۳۲۸) میں اجرت کے ناجائز ہونے کی بات کہی گئی ہے،

جب کہ مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی (فتاوی قاسمیہ ۲۱/ ۷۲۴) نے اجرت کو حلال کہا ہے۔ اور مفتی محمود گنگوہی و مفتی سلمان صاحب منصور پوری نے مکروہ کی بات لکھی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۷/ ۱۲۴ کتاب النوازل ۱۲/ ۴۷۹)

حرام اشیاء کی ڈلیوری کا حکم

شریعت مطہرہ میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، جیسے: شراب، خنزیر، غیر ذبیحہ

میتہ وغیرہ تو ایسی چیزوں کی ڈلیوری کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی امام ابوحنیفہ کے نزدیک گنجائش ہے؛ البتہ صاحبین کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔اسی وجہ سے اصحابِ افتاء کے فتاوی میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، بعض نے صاحبین کا قول اختیار کرتے ہوئے اس کام کو اور اس کی اجرت کو ناجائز کہا ہے، جن میں دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی (فتویٰ نمبر:144702100584 وفتویٰ نمبر:144401101114)

جب کہ دیگر نے امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق گنجائش کا ذکر کیا ہے، جن میں حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری (فتاوی قاسمیہ ۲۱ / ۷۲۲) ہیں۔

مفتی سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم نے ایک نکتہ ذکر کیا ہے کہ اگر ڈلیوری بوائے کو وقت کے حساب سے اجرت دی جاتی ہو نہ کہ چیزوں کی ڈلیوری کے اعتبار سے تو پھر اجرت فی نفسہٖ حلال ہوگی؛ البتہ کراہت (مع جواز) اس صورت میں ہوگی جب کہ ڈلیوری کرنے والے کو بالیقین معلوم ہو کہ میں جو چیز ڈلیور کر رہا ہوں وہ حرام ہے۔(کتاب النوازل ۱۲ / ۵۲۷)

بینڈ باجوں کا کاروبار

بینڈ باجے، ڈھول تاشے کا کاروبار جائز نہیں ہے۔(کتاب النوازل ۱۲ / ۴۸۹)

اور نہ بطور کرایہ ان کی فراہمی جائز ہے۔ (بنوری ٹاؤن ، فتویٰ نمبر : 144610100088، منتخبات نظام الفتاوی ۳ / ۲۴۴)

اسی طرح یہ پیشہ بھی ممنوع اور آمدنی ناجائز ہے۔(فتاوی محمودیہ ۱۷ / ۱۰۹)

ٹینٹ کا سامان ناجائز محافل میں دینا

شامیانہ، میز، کرسی، گیس، فرش اور اس طرح کی دیگر جائز چیزیں کرایہ پر دینا جائز ہے؛ اگرچہ کرایہ پر لینے والے اپنی محفل میں غلط قسم کے کام بھی کرتے ہوں، اس کی وجہ سے آمدنی حرام نہیں ہوگی۔(فتاوی محمودیہ ۱۷ / ۱۱۷، منتخبات نظام الفتاوی ۳ / ۲۴۴)

مفتی احمد صاحب خانپوری فرماتے ہیں کہ فسق وفجور کی مجلس میں پنڈال لگانا وغیرہ اس کی رونق میں اضافہ کرنا ہے؛ اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (محمود الفتاوی ۶/ ۳۲۴)

غلط چیزوں کے اشتہارات چھاپنا

ناجائز چیزوں (فلم، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ) کے اشتہار چھاپنا تعاون علی الاثم کی بنا پر مکروہ ہے۔ (کتاب النوازل ۱۲/ ۴۸۵)

باطل فرقوں اور مذاہب کی کتابیں جلد کرنے اور مندر سجانے والوں کو سجاوٹ کا سامان بیچنے کا حکم

اہل تشیع کی کتب یا شرک وکفر پر مشتمل کتب کو جلد کرنے اور کسی ہندو کو سجاوٹ کا سامان فروخت کرنے سے ایمان پر تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور ایسا جلد ساز اور سامان فروخت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ مذکورہ کتب کی جلد سازی کا عمل اور ہندوؤں کو مندر کی سجاوٹ کے لیے سجاوٹ کا سامان بیچنا شرعا جائز نہیں ہے، جلد ساز اور بیچنے والا اپنے اس عمل پر گناہ گار ہوگا اور آمدن حلال نہیں ہوگی کیونکہ جلد ساز اس جلد سازی کے ذریعہ ان کتب کو محفوظ کر کے پھیلنے والی گمراہی کا سبب بن رہا ہے اور سجاوٹ کا سامان بیچنے والا بھی مندر کی سجاوٹ جو کہ گناہ ہے اس کا سبب بن رہا ہے۔

(بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144405101980)

برتھ ڈے اور ویلنٹائن ڈے پر گلاب کے پھول اور سامان بیچنے کا حکم

گلاب کے پھولوں کو بیچنا اور ڈلیور کرنا فی نفسہ جائز ہے، اور ڈلیوری بوائے کی تنخواہ بھی حلال ہے، ان گلاب کے پھولوں کے بے جا اور غلط استعمال کرنے کا گناہ استعمال کرنے والے پر ہوگا، البتہ اگر اِن گلاب کے پھولوں کی کوئی خاص شکل ہو، اور وہ برتھ ڈے اور ویلنٹائن ڈے جیسے دنوں میں استعمال کے لیے ہی بنائے گئے ہوں تو یہ گناہ اور معصیت کے تعاون کرنے میں آتا ہے، اور شریعت میں جس طرح گناہ کرنے سے روکا

گیا ہے اسی طرح گناہ پر دوسرے کی معاونت کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144408101911)

پیسے لے کر امتحانی نمبرات کو زائد لکھنا

پیسے لے کر امتحانی نمبرات کو زائد لکھنا جھوٹ، دھوکہ دہی، خیانت اور گناہ کے کام میں تعاون پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز اور حرام ہے، ان کاموں کے بدلے اجرت لینا، دینا اور اس اجرت کا استعمال کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144502101712)

کمپنی میں غیر شرعی امور پر اپیلکیشن بنا کر پیسے کمانا

ایسی ایپلیکشن بنانا جو شرعاً جائز نہ ہو، جس میں جاندار کی تصوریں، ڈانس، موسیقی جیسے امور شامل کیے جائیں، تو ایسی ایپلیکشن بنا کر پیسے کمانا ناجائز ہے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144503101236)

اسپرم بینک کے لیے سافٹ ویئر پر کام کرنا

اسپرم (مادہ منویہ) بینک قائم کرنا، لوگوں کا اسپرم (مادہ منویہ) عطیہ کرنا اور پھر خواتین کا اس اسپرم کو استعمال کرنا یہ تینوں عمل شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔خواتین کا اولاد کے حصول کے لیے اجنبی مرد کے اسپرم (مادہ منویہ) کو استعمال کرنا شرعاً حرام اور بدترین گناہ ہے اور یہ عمل نسب کے خلط ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔

پس جب اسپرم بینک کا قائم کرنا ناجائز ہے تو پھر اسپرم بینک کے قیام میں ہر قسم کی معاونت ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن حلال نہیں ہے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144612100378)

ناجائز امور پر مشتمل ویب سائٹ بنانا

شراب فروخت کرنے والی ویب سائٹس یا ایسی ویب سائٹس بنانا جن میں شریعت کی خلاف ورزی پائی جائے، جیسے جاندار کی تصاویر بنانا، موسیقی، یا دیگر ناجائز امور، شرعاً

ناجائز اور ممنوع ہے، اور یہ ممانعت ہر حال میں ہے، خواہ وہ کام کسی بھی پلیٹ فارم پر ہو اور کلائنٹ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اور چاہے وہ اسرائیل کی حمایت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، شرعی احکام کا تقاضا یہی ہے کہ کسی بھی ناجائز کام میں تعاون نہ کیا جائے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144611102104)

نیوز چینل پر بطور نیوز اینکر/ نیوز کاسٹر کام کرنا کیسا ہے؟

واضح رہے کہ ٹی وی چینل کے پروگرام اکثر شرعی مفاسد (جان دار کی تصاویر و ویڈیوز، موسیقی وغیرہ) پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوتے ہیں، اور ان کی آمدن کا اکثر حصہ بھی انھیں ناجائز امور سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے جس ادارے کی کمائی ہی غیر شرعی امور کی وجہ سے ہو، وہاں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں غیر شرعی امور کا تعاون ہے جو کہ گناہ ہے، اور اس ملازمت سے حاصل ہونے والی تنخواہ بھی حلال نہیں ہے۔

لہذا نیوز چینل میں بطور نیوز اینکر یا نیوز کاسٹر کی ملازمت جائز نہیں ہے، کیوں کہ نیوز جان دار کی تصاویر و ویڈیوز اور موسیقی وغیرہ شرعی مفاسد سے خالی نہیں ہوتیں۔ بہت سی قباحتوں اور مفاسد کا مجموعہ ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144502102096)

نقلی سامان بنانے والی فیکٹری میں مزدوری کرنے کا حکم

صورت مسئولہ میں فیکٹری میں دو نمبر چیز بنانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں دھوکہ اور جھوٹ ہے اور یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں؛ لہذا جان بوجھ کر ایسی فیکٹری میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں ناجائز کام میں معاونت ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144506101312)

منی ایکسچینج میں کیشیئر کی نوکری کا حکم

منی ایکسچینج کے کاروبار سے منسلک ہونا، اور اس میں کیشیئر کی خدمات انجام دینا اور تنخواہ حاصل کرنا شرط کے ساتھ جائز ہوگا کہ کرنسی کی لین دین ایک ہی مجلس میں ہاتھ در

ہاتھ کی جاتی ہو، نیز آن لائن کرنسی کی خرید وفروخت نہ کی جاتی ہو، بصورت دیگر مذکورہ کاروبار سودی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا، جس سے منسلک ہونا، اور اپنی خدمات کے عوض تنخواہ وصول کرنا ناجائز ہوگا۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144505101665)

سرکس چلانے اور اس میں ملازمت کرنے کا حکم

سرکس درجِ ذیل شرعی مفاسد پر مشتمل ہوتا ہے:

1: سرکس جمناسٹک یعنی جسمانی کرتب دکھانے والی بے ہودہ خواتین پر مشتمل ہوتا ہے، اور اجنبی خواتین کو عام حالت میں دیکھنا منع ہے، تو بے ہودہ حالت میں دکھانا یا خود دیکھنا اور بھی زیادہ حرام ہے۔

2۔ سرکس دیکھنے والوں میں مرد وزن کے اختلاط کی بناء پر نامحرم خواتین بھی ہوتی ہیں، جن کو دیکھنا بھی سخت گناہ ہے۔

3۔ سرکس میں میوزک اور گانے کا عام استعمال ہوتا ہے، جب کہ میوزک سننا یا سنانا دونوں حرام ہے۔

4: سرکس میں مختلف لوگوں کا مذاق اور استہزا کیا جاتا ہے، اور مجمعے کی داد رسی لینے کی لالچ میں طرح طرح کی ایسی حرکتیں کرتے ہیں جنہیں کوئی سلیم الطبع شخص گوارا تک نہ کرے۔

5: سرکس وقت کا ضیاع ہے، اور لہو ولعب ہے۔

لہذا مذکورہ مفاسد کی وجہ سے سرکس چلانا یا اس میں ملازمت کرنا ناجائز اور حرام ہے، ایسی جگہ میں ملازمت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ رزقِ حلال سے محروم نہ ہو۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144506101940)

کال سینٹر میں ملازمت کا حکم

کال سینٹر کسی ادارے کے ایسے انتظام وبندوبست کو کہا جاتا ہے جہاں کسٹمر اپنی شکایات کے حل یا معلومات کے حصول کے لیے فون کرے اور نمائندہ اس کو سہولت فراہم

کرے؛لہذا جو کال سینٹرز کسی ادارے اور کمپنی میں شکایت سننے یا معلومات وغیرہ فراہم کرنے کے لیے قائم ہیں،تو اس میں ملازمت کے جائز ہونے یا ناجائز ہونے کا مدار وہاں کے کام پر ہوگا، اگر اس ادارے یا کمپنی کا کام جائز کام ہو تو ملازمت کرنا جائز ہوگا، ورنہ نہیں۔

اسی طرح جو کال سینٹرز مستقل قائم ہیں اور بیرون ملک مختلف کمپنیوں کی اشیاء کی تشہیر کرکے اس کو فروخت کرتے ہیں، اگر یہ کام جائز اشیاء کا ہو، اور اس کام میں کوئی اور شرعی خرابی نہ پائی جائے تو کمیشن پر اس طرح کام کرنا جائز ہے، لیکن اگر اس کام میں جھوٹ بولنا پڑتا ہو، کال سینٹر والے اپنے آپ کو اسی ملک کا ظاہر کرتے ہوں جس ملک میں کمپنی ہوتی ہے، اور اپنا نام بھی ان ہی ملکوں کے رہائشیوں کی طرح بتائے جاتے ہوں؛ تاکہ خریدار یہ سمجھے کہ یہ ہمارے ملک میں ہی بیٹھ کر ہم سے سودا کر رہے ہیں، تو اس طرح جھوٹ بول کر کال سینٹر کا کام کرنا جائز نہیں ہے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر : 144410100364)

اپنی جگہ دوسرے کو امتحان میں بٹھانے کا حکم

اصل امیدوار/ طالب علم کا اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو امتحان میں بٹھانا اور دوسرے سے پرچہ حل کروانا دھوکہ دہی اور خیانت ہے۔شریعت کی رو سے خیانت کرنا گناہ کبیرہ وناجائز ہے، اور کسی بھی ناجائز عمل پر اجرت لینا/ دینا جائز نہیں، لہذا کسی دوسرے کو اپنی جگہ امتحان کے لیے بھیجنا اور اس پر پیسہ کا لین دین کرنا شرعاً ناجائز ہے اور ناجائز کام پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144709101265)

مقالے کی تیاری میں طالبِ علم کو تعلیمی معاونت فراہم کرنا اور اس پر اجرت لینا

کسی بھی تعلیمی ادارے کی جانب سے طالبِ علم کو دیا گیا وہ کام جس سے اس طالبِ علم کی صلاحیت کا امتحان مقصود ہو، اس کی کارکردگی کا تعین ہو اور اس کی بنیاد پر مستقبل میں اس طالب علم کو سند (Degree) جاری کی جاتی ہو، ایسا تعلیمی کام طالبِ علم پر بذاتِ خود

سرانجام دینا لازم ہوتا ہے۔ ورنہ مستقبل میں یہی طالبِ علم نا اہلی کے باوجود اس ڈگری کی بنیاد پر وہ سہولیات حاصل کرے گا جو اصل ڈگری والوں کا حق ہے۔

لہٰذا مذکورہ صورت میں اگر کوئی ادارہ طالبِ علم کو مکمل مقالہ، اس کی تمام ہیڈنگز، عنوانات اور ان کے تحت ترتیب وار مواد فراہم کرے، تو ایسی مدد جھوٹ، دھوکا دہی اور دوسروں کی حق تلفی میں تعاون کے زمرے میں آتی ہے، جو کہ جائز نہیں، خواہ ادارہ یہ شرط بھی عائد کرے کہ اس مواد کو تعلیمی ادارے میں جوں کا توں جمع کروانا سختی سے ممنوع ہے۔

البتہ اگر مقالہ طالبِ علم خود لکھے اور ادارہ صرف کمپوزنگ، ڈیزائننگ یا کوئی ثانوی (Technical) کام کرے، تو یہ کام کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر ادارہ طالبِ علم کو متفرق مواد، مراجع، نکات یا رہنمائی فراہم کرے، اور پھر طالبِ علم اپنی محنت سے خود مقالہ تیار کرے، تو اس نوعیت کی معاونت اور اس پر اجرت لینا بھی جائز ہوگا۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144705101642)

غیر مسلم معذور و بیمار افراد کی خدمت پر مامور مسلمان ملازم کا اُن کو شراب و حرام کھانا فراہم کرنا

سوال: اگر کسی شخص کی نوکری اس قسم کی ہو کہ اُس میں معذور لوگوں کی مدد و نصرت کرنے کا کام کرنا پڑتا ہو، مثلاً اُن کے گھر کی صفائی کرنا، جسم کی صفائی کرنا، گندگی پھینکنا، کپڑے پہنانا، کھانا بنانا، یا گرم کر کے دینا اور دوائی وغیرہ دینا جیسے امور ہوں، اور بسا اوقات کافر لوگ ہوں تو اُن کے لیے حرام کھانا اور شراب وغیرہ کا انتظام کرنا پڑتا ہو یا گندگی صاف کرتے ہوئے اُس میں شراب کی بوتلیں بھی کچرے میں پھینکنی ہوں تو ایسی ملازمت کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: بصورت مسئولہ معذور و بیمار افراد کے جسم و گھر کی صفائی ستھرائی، اور کھانا اور دوائی وغیرہ کے انتظامات کی ملازمت میں شرعاً کوئی خرابی نہیں ہے، بشرطیکہ اِس

دوران کسی ناجائز کام میں معاونت کی نہ جائے، لہذا دورانِ ملازمت کھانے کی تیاری میں اگر حرام کھانا تیار کرنے یا تیار شدہ حرام کھانا فراہم کرنے کی نوبت آرہی ہو یا شراب کا انتظام کرنے کی ذمہ داری ڈالی جائے تو یہ شرعاً ناجائز ہے، خواہ یہ انتظام کافر کے لیے ہی کیوں نہ ہو؛ کیوں کہ مسلمان کے لیے جن اشیاء کا استعمال ناجائز ہے، اُسی طرح کسی دوسرے کے لیے اُن حرام اشیاء کے استعمال میں معاون بننا بھی شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اور اِس حرام کام کے عوض جس قدر تنخواہ وصول ہو وہ بھی حرام ہوگی۔

لہذا ایسا ملازم اولاً متبادل مکمل حلال روزگار کی کوشش کرے، یا جس ادارے سے تعلق ہو اس کی انتظامیہ سے درخواست کرے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اُس کے لیے شراب اور حرام کھانا فراہم کرنا ممکن نہیں ہے، تاکہ وہ ایسے کام کی ذمہ داری نہ ڈالیں، اور حرام اشیاء کی فراہمی پر حاصل ہونے والی رقم اگر وصول کرلی گئی ہو تو اسے بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کردیا جائے، تاہم جو پیسے حلال امور کے عوض ملیں، ان کا استعمال جائز ہے۔

نیز مذکورہ شخص اگر شراب وحرام کھانا وغیرہ کا انتظام نہ کرے البتہ صفائی وغیرہ کے دوران شراب کی بوتلیں پھینکنے کی نوبت آئے تو شرعاً اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144701100305)

تصویروں کو لائک اور سبسکرائب کرنے کی اجرت لینا

سوال: یوپلر نام کی ایک کمپنی ہے، اس کا اکاؤنٹ بنانا پڑتا ہے، اور شروع میں 12,36,20 ہزار کی رقم مختلف ٹاسک کے اعتبار سے جمع کرتے ہیں، جسے کمپنی بطور سیکیورٹی اپنے پاس رکھتی ہے اور کچھ وقت کے بعد وہ رقم اکاؤنٹ ہولڈرز کو واپس کردی جاتی ہے، اس میں کوئی کٹوتی نہیں ہوتی۔ پھر کمپنی یہ کام دیتی ہے کہ کچھ ویڈیوز کو لائک اور سبسکرائب کرنا ہوتا ہے، اور اس کا سکرین شارٹ لے کر دوبارہ کمپنی کو بھیجنا ہوتا ہے، وہ ٹاسک پورا کرنے کے بعد یومیہ ان کو پیسے دیے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں رہنمائی فرمادیں۔

جواب: صورتِ مسئولہ میں یوپلر نامی کمپنی میں ویڈیوز کو لائک اور سبسکرائب کر کے کمائی کرنا درج ذیل وجوہات کی بناء پر جائز نہیں ہے:

1- ویڈیوز کو لائک اور سبسکرائب کرنا کوئی مفید عمل نہیں جس پر اجارہ کو درست کہا جاسکے۔

2- مذکورہ طریقہ کار میں بسا اوقات ویڈیوز جان دار کی تصاویر پر مشتمل ہوتی ہیں، اور جان دار کی تصویر کسی بھی طرح کی ہو، بلا ضرورت اس کا دیکھنا جائز نہیں ہے، لہٰذا اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ بھی جائز نہ ہوگی۔

3- بغیر کسی مقصد کے چینل کی ریٹنگ کو بڑھانے کے لیے ویڈیوز کو لائیک کرنا دھوکا ہے اور دھوکہ دینا حرام و ناجائز ہے۔

4- ان ویڈیوز میں نامحرموں کی تصاویر بھی ہوسکتی ہیں جن کا دیکھنا بدنظری کی وجہ سے بھی مستقل گناہ ہے۔

5- اس طرح کی ویڈیوز کو لائک کرنا اس کی تشہیر کرنے کا ذریعہ ہے، اور گناہ کے کام میں معاونت خود ایک گناہ ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144610100380)

ایکس (ٹویٹر) پر لکھی ٹویٹس پر اشتہارات سے کمانے کا حکم

سوال: سوشل میڈیا پر حاصل کی گئی رقم جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اسلم ایکس ایپلیکیشن پر جو کہ پہلے ٹویٹر کے نام سے جانی جاتی تھی اس پر ہر پندرہ دنوں میں ایک معقول رقم حاصل کر رہا ہے، جو کہ اکاؤنٹ کی سبسکرپشن (جو کہ ماہانہ 2750 پاکستانی روپے ہوتے ہیں) کے بعد اسلم کی لکھی گئی ٹویٹس پر آنے والے اشتہارات اور ویری فائی اکاؤنٹس کے کمنٹس سے اسے دی جاتی ہے اور جو اشتہارات ہوتے ہیں ان میں کچھ تو نارمل ہوتے ہیں جب کہ کچھ لڑکیوں کی تقریباً ننگی تصاویر اور کچھ جوئے کی کمپنیز اور کچھ نشہ آور مشروبات کی کمپنیز کے بھی اشتہار ہوتے ہیں۔ تو کیا اس شکل میں ملنے والی رقم حلال ہے یا حرام ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص اپنے ایکس اکاؤنٹ پر کوئی تحریر ڈالتا ہے اور کمپنی اس پر اشتہارات لگا کر اس کو کچھ رقم ادا کرتی ہے تو یہ رقم لکھنے والے کے حق میں حلال نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ اشتہارات میں جائز و ناجائز ہر قسم کے اشہارات ہوتے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ٹویٹر کمپنی ان اشتہارات ہی سے حاصل ہونے والی آمدنی اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کو دیتی ہے پھر جب اشتہارات ناجائز ہیں تو ان سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ناجائز ہوگی۔

باقی جہاں تک دوسری بات ہے کہ ویریفائیڈ اکاؤنٹ اکاؤنٹ ہولڈر کے کمنٹ کرنے سے بھی ٹویٹ کرنے والے کو آمدنی حاصل ہوتی ہے تو اس کے متعلق بعض ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں جو بات سمجھ آتی ہے وہ یہ کہ اس سلسلہ کی کڑی بھی اشتہار ہی سے جڑتی ہے؛ کیوں کہ اس طرح کے کمنٹ سے براہ راست آمدنی کا کوئی سلسلہ نہیں ہے، بلکہ اس آمدنی کا تعلق بھی اشتہارات ہی سے ہے؛ اس لیے کہ ویریفائیڈ اکاؤنٹ ہولڈر جب کمنٹ کرتا ہے تو اس کے کمنٹ سے یہ اثر پڑتا ہے کہ اس ٹویٹ کے دیکھنے والوں میں اضافہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ٹویٹ اور اشتہار دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے، لہذا یہاں بھی ٹویٹ کرنے والے کو اشتہارات ہی کی آمدنی سے کچھ حصہ دیا جاتا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ وہ حلال نہیں۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144602101687)

غیر شرعی امور پر مشتمل ویب سائٹ بنانا

سوال: میں کمپیوٹر سائنس کا طالب علم ہوں اور میں آئندہ سافٹ ویئر ہاؤس جانا چاہتا ہوں، جہاں دنیا بھر سے ویب سائٹ اور سافٹ ویئر بنانے کے لیے آرڈر آتے ہیں تو اس میں ہوسکتا ہے کہ سافٹ ویئر یا ویب سائٹ غیر شرعی کام کے لیے ہو، مثلاً غیر شرعی آڈیو ویڈیو یا اس طرح کوئی ویب سائٹ ہو تو کیا میں اس کو بنا سکتا ہو یا نہیں؟ اگر میں اس سے انکار کروں تو سافٹ ویئر ہاؤس والے مجھے نکال دیں گے۔

جواب: واضح رہے کہ جن اشیاء کا استعمال جائز اور ناجائز اور صحیح اور غلط دونوں مقاصد کے لیے ہوسکتا ہو، ان کی خرید وفروخت کرنا، کرایہ پر دینا اور مرمت کرنا وغیرہ جائز ہے، اگر کوئی ایسی اشیاء کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہوگا، البتہ اگر کسی شخص کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہ اس کو ناجائز کام ہی میں استعمال کرے گا تو اس کو مذکورہ اشیاء فروخت کرنا یا اس کی خدمات دینا جائز نہیں ہوگا۔

صورتِ مسئولہ میں جو ویب سائٹ ایسی ہوں کہ جن کا جائز اور ناجائز استعمال دونوں ممکن ہو اور بنانے والے کے بارے میں یقینی طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ اس کو کن کاموں کے لیے اور کس طرح استعمال کرے گا تو ایسی ویب سائٹ بنانا اور اس پر اجرت لینا ناجائز نہیں ہوگا، اور جو ویب سائٹ ایسی ہوں جن کا سرے سے جائز استعمال موجود نہ ہو بلکہ وہ یقینی طور پر ناجائز اور حرام کاموں کے لیے ہی استعمال ہوتی ہوں یا باطل کی ترویج کا ذریعہ ہوں یا بنانے والے کے بارے میں یقینی معلوم ہو کہ وہ اس کو حرام کام ہی میں استعمال کرے گا تو ایسی ویب سائٹ بنانا جائز نہیں ہوگا، یہ ناجائز اور گناہ کے کام میں تعاون ہوگا، لہٰذا ایسی ویب سائٹ بنانے سے اجتناب کریں اور متعلقہ ادارے کو شرعی حکم بتا کر گناہ کے کام میں تعاون سے معذرت کرلیں، اور جو جائز کام ہوں وہ کرلیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ جاندار کی تصویر بنانا یا اس کی ایڈیٹنگ کرنا نیز موسیقی جائز نہیں ہے، لہٰذا کوئی بھی ویب سائٹ بناتے وقت ان امور سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144512100428)

ہوٹل کو دیکھے بغیر پیسوں کے عوض فائیو اسٹارز کا ریویو دینا

شریعت میں بلا محنت کی کمائی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور اپنی محنت کی کمائی حاصل کرنے کی ترغیب اور اس کو افضل کمائی قرار دیا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: سب سے پاکیزہ کمائی کون سی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا خود اپنے ہاتھ سے محنت کرنا اور ہر جائز اور مقبول بیع۔ نیز جھوٹی گواہی دینا کبیرہ

گناہ ہے، اس کے بارے میں بہت سخت وعیدیں وارد ہیں، چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی، نماز کے بعد آپ علیہ السلام نے کھڑے ہوکر فرمایا: جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کردی گئی ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو! کیا میں تمہیں گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ ہم (صحابہ) نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس ارشاد کے وقت) تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تکیے سے ہٹ کر) بیٹھ گئے اور فرمایا: آگاہ رہو! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، اور اس جملے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل دھرانے لگے، (اتنا زیادہ دہرایا کہ) کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوجائیں۔

مذکورہ تمہید کو سامنے رکھتے ہوئے پیسوں کے حصول کے لیے محض ہوٹل والوں کے کہنے پر، ہوٹل دیکھے بغیر ان کے ہوٹل کو فائیو اسٹار کا ریویو دینا آپ کے لیے جائز نہیں ہے، یہ ان کے ہوٹل کے عمدہ ہونے کے بارے میں جھوٹی گواہی ہے، اس جھوٹی گواہی کے نتیجے میں دیگر عوام اس ہوٹل کی بکنگ کروائیں گے اور بعد میں ان کو عمدہ کارکردگی نہ ہونے کی وجہ سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، جب کہ مسلمان کو ایذاء پہنچانے کی ممانعت ہے، مزید یہ کہ ہوٹل والوں کی طرف سے آپ کو جو پیسے ملیں گے، یہ گناہ کے کام کا معاوضہ ہوگا جو کہ ناجائز ہے، لہٰذا آپ کے لیے اس کام کے عوض پیسے لینا جائز نہیں ہے، یہ پیسے آپ کے لیے حلال نہیں ہوں گے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144507100941)

یوٹیوب کی کمائی کا حکم

یوٹیوب پر چینل بنا کر اس پر ویڈیوز اپلوڈ کر کے آمدنی حاصل کرنا بہت سے شرعی مفاسد کے پائے جانے کی وجہ سے شرعاً جائز نہیں ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ: یوٹیوب پر چینل بنا کر ویڈیو اَپ لوڈ کرنے کی صورت میں اگر اس چینل کے فالوورز زیادہ ہوں تو

یوٹیوب، چینل ہولڈر کی اجازت سے اس میں اپنے مختلف کسٹمر کے اشتہار چلاتا ہے، اور اس کی ایڈورٹائزمنٹ اور مارکیٹنگ کرنے پر ویڈیو اَپ لوڈ کرنے والے کو بھی پیسے دیتا ہے۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر چینل پر ویڈیو اَپ لوڈ کرنے والا:

جان دار کی تصویر والی ویڈیو اَپ لوڈ کرے، یا اس ویڈیو میں جان دار کی تصویر ہو۔

یا اس ویڈیو میں میوزک اور موسیقی ہو۔ یا اشتہار غیر شرعی ہو۔ یا کسی بھی غیر شرعی شے کا اشتہار ہو۔ یا اس کے لیے کوئی غیر شرعی معاہدہ کرنا پڑتا ہو۔

تو اس کے ذریعے پیسے کمانا جائز نہیں ہے۔

عام طور پر اگر چینل بنانے والے کی اَپ لوڈ کردہ ویڈیو میں مذکورہ خرابیاں نہ بھی ہوں تب بھی یوٹیوب کی طرف سے لگائے جانے والے اشتہار میں یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں، اور ہماری معلومات کے مطابق یوٹیوب پر چینل بناتے وقت ہی معاہدہ کیا جاتا ہے کہ مخصوص مدت میں چینل کے سبسکرائبرز اور ویورز مخصوص تعداد تک پہنچیں گے تو یوٹیوب انتظامیہ اس چینل پر مختلف لوگوں کے اشتہارات چلانے کی مجاز ہوگی، اور چینل بنانے والا اس معاہدے کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتا ہے، الا یہ کہ اشتہارات بند کرنے کے لیے وہ باقاعدہ فیس ادا کرے اور چینل کو کمرشل بنیاد پر استعمال نہ کرے، اور ان اشتہارات کا انتخاب کسی بھی یوزر کی سرچنگ بیس یا لوکیشن یا مختلف لوگوں کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے، چینل بناتے وقت چوں کہ اس معاہدے پر رضامندی پائی جاتی ہے، لہٰذا یوٹیوب پر چینل بنانا ہی درست نہیں ہے، اور چینل بناتے وقت یوٹیوب انتظامیہ کو جب ایڈ چلانے کی اجازت دی جائے تو اس کے بعد وہ مختلف ڈیوائسز کی سرچنگ بیس یا لوکیشن یا ملکوں کے حساب سے مختلف ایڈ چلاتے ہیں، مثلاً اگر پاکستان میں اسی ویڈیو پر وہ کوئی اشتہار چلاتے ہیں، مغربی ممالک میں اس پر وہ کسی اور قسم کا اشتہار چلاتے ہیں، اور پاکستان میں ہی ایک شخص کی ڈیوائس پر الگ اشتہار چلتا ہے تو دوسرے شخص کی

ڈیوائس پر دوسری نوعیت کا اشتہار چل سکتا ہے، جس میں بسا اوقات حرام اور ناجائز چیزوں کی تشہیر بھی کرتے ہیں، ان تمام مفاسد کے پیشِ نظر یوٹیوب پر ویڈیو اپ لوڈ کر کے پیسے کمانے کی شرعًا اجازت نہیں ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144507102190)

اسائمنٹ لکھوانے پر اجرت لینے کا حکم

کسی بھی تعلیمی ادارے کی جانب سے طالبِ علم کو دیا گیا وہ کام جس سے اس طالبِ علم کی صلاحیت کا امتحان مقصود ہو، اس کی کارکردگی کا تعین ہو اور اس کی بنیاد پر مستقبل میں اس طالب علم کو سند (Degree) جاری کی جاتی ہو، ایسا تعلیمی کام طالبِ علم پر بذاتِ خود سرانجام دینا لازم ہے۔ ورنہ مستقبل میں یہی طالبِ علم نااہلی کے باوجود اس ڈگری کی بنیاد پر وہ سہولیات حاصل کرے گا جو اصل ڈگری والوں کا حق ہے۔

لہذا ایسے طلبہ کے لیے کسی کمپنی کو اجرت دے کر اسائمنٹ (Assignment) مقالہ جات، مضامین لکھوانا جھوٹ، دھوکہ دہی اور دوسروں کی حق تلفی میں شامل ہے، جو کہ جائز نہیں۔

البتہ اگر اسائمنٹ، مضامین یا مقالہ طالب علم خود لکھے، البتہ اس کی کمپوزنگ ڈیزائننگ یا اور کوئی ثانوی کام وغیرہ مذکورہ کمپنی سے کروائے تو اس طرح کام کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہوگا۔ (بنوری ٹاؤن، افتویٰ نمبر:144506102044)

ٹک ٹاک پر بغیر میوزک کے ویڈیوز اپلوڈ کرنا

جان دار کی تصویر بنانا حرام ہے اور یہ کام کبیرہ گناہوں میں سے ہے؛ کیوں کہ اس پر احادیث میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ نیز کسی کام کی اجرت کے جائز ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ کام شرعًا جائز ہو، ورنہ اس کی اجرت جائز نہیں ہوگی۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں سائل کا مذکورہ ایپلی کیشن پر کرکٹ کی ویڈیوز اپلوڈ کرنا (اگرچہ بغیر میوزک کے ہوں) اور اس سے پیسے کمانا درست نہیں ہے، سائل کو اس کام سے احتراز لازم ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144506100888)

چینل سبسکرائب کرنے، ویڈیوز لائک کرنے کی کمائی کا حکم

ویڈیوز لائک کرنا یا یوٹیوب کے چینل سبسکرائب کرکے اس کے سکرین شاٹ کمپنی کو بھیجنا کوئی ایسا مفید عمل نہیں ہے، جس پر اجارہ کو درست کہا جاسکے اور دوسرا یہ کہ ویڈیوز عام طور پر جاندار اشیاء کی تصاویر پر مشتمل ہوتی ہیں، جس کا دیکھنا اور لائک کرنا الگ مستقل گناہ ہے؛ لہذا مذکورہ طریقہ سے کمائی کرنا شرعاً جائز نہیں۔

انشورنس کمپنی کے لیے کالنگ ایپ بنانا

جس طرح انشورنس (بیمہ) کرانا جائز نہیں، اسی طرح انشورنس کمپنی کے ساتھ کسی قسم کی معاونت کرنا بھی بنص قرآنی جائز نہیں، لہذا صورت مسئولہ میں انشورنس کمپنی کے لیے کالنگ ایپ بنانا جائز نہیں تھا، اور اس سے حاصل شدہ آمدنی بھی جائز نہ ہوگی، البتہ سائل جس ادارہ میں کام کرتا ہے، اگر اس ادارہ میں ملازمین کی تنخواہیں کمپنی کے مخلوط اکاؤنٹ سے دی جاتی ہوں، اور ادارہ کی اکثر آمدنی حلال وجائز کمپنیوں کو خدمات فراہم کرنے سے ہوتی ہو تو اس صورت میں ملازمین کی تنخواہیں جائز ہوں گی، تاہم اگر ملازمین کی تنخواہ کا مدار پروجیکٹ کی آمدنی پر ہو، یعنی جس پروجیکٹ میں جو کام کرے گا، اس پروجیکٹ سے حاصل شدہ آمدنی سے اس کی تنخواہ ادا کی جائے گی، تو اس صورت میں حلال پروجیکٹ کی تنخواہ بھی حلال ہوگی، اور ناجائز پروجیکٹ کی تنخواہ بھی ناجائز ہوگی۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144401100382)

ویب سائٹ بنانے والے کی کمائی کا حکم

ایسی ویب سائٹ اور ایپلیکیشن کی گوڈنگ/ پروگرامنگ کرنا جو کسی ناجائز وحرام مقاصد کے لیے ہی استعمال نہ ہوتے ہوں، شرعاً جائز ہوگا، اور پروگرامر کی کمائی بھی حلال ہوگی، البتہ ایسی ویب سائٹ وایپلیکیشن کی پروگرامنگ کرنا جو ناجائز یا حرام مقاصد کے لیے ہی استعمال کی جاتی ہوں، "تعاون علی الاثم" (گناہ کے کام میں تعاون کرنے) کے قبیل سے ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا، اور پروگرامر کی کمائی بھی ناجائز ہوگی۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144403100047)

فیس بک ایڈ چلانا اور کمیشن لینا

سوال

کیا فیس بک پر اپنی لوکیشن چینج کر کے پیسے کمائے جاسکتے ہیں؟ مثال کے طور پر اگر ہم پاکستان کے بجائے اپنی لوکیشن انگلینڈ لگائیں تو کیا اس طریقے سے پیسے کمانا جائز ہوگا؟ کام صرف ایسا ہے کہ آپ کسی کا ایڈ اپنی فیس بک پر شروع کریں گے جس سے کسٹمرز آئے گا اور ڈیل ہوگی اور اور آپ اپنا کمیشن اس میں رکھیں گے، کیا ایسا کرنا جائز اور حلال ہوگا؟ میں حلال رزق کمانا چاہتا ہوں لہذا آپ رہنمائی فرمائیں۔

جواب

فیس بک پر اپنی لوکیشن تبدیل کرنا اور پاکستان کے بجائے انگلینڈ کی لوکیشن ظاہر کرنا جھوٹ اور دھوکہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً جائز نہیں۔

باقی سائل کا فیس بک پر کسی کمپنی کی پروڈکٹ کا ایڈ چلانا اور خریدار کے کمپنی کی پروڈکٹ خریدنے پر سائل کا کمپنی سے کمیشن لینا، شرعاً دلالی کے حکم میں ہے، لہذا اگر ایڈ میں جاندار کی تصاویر، میوزک اور کسی قسم کی کوئی غیر شرعی چیز نہ ہو تو اس قسم کا ایڈ چلانا اور کمپنی سے کمیشن لینا جائز ہوگا، لیکن اگر ایڈ میں جاندار کی تصویر ہو یا میوزک ہو یا ایسی شئ ہو جو شرعاً حرام ہے یا اور کوئی غیر شرعی بات ہو تو اس قسم کا ایڈ چلانا شرعاً جائز نہیں ہوگا۔ عموماً فیس بک پر جو ایڈ چلائے جاتے ہیں وہ غیر شرعی امور پر مشتمل ہوتے ہیں، لہٰذا اس طریقے سے کمانے سے اجتناب کیا جائے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144408100566)

ناجائز مضامین پر مشتمل ناول کی کتب کی تصحیح کر کے اجرت لینا

ناول کی وہ کتابیں جو محض شہوت انگیزی، بداخلاقی، جھوٹ و دیگر ناجائز چیزوں کی فروغ دینے کے لیے لکھی گئی ہوں، ان کتابوں کو پڑھنا، لکھنا، اور تصحیح وغیرہ کر کے اجرت لینا شرعاً ناجائز ہے، اس لیے کہ اجارہ صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ جس کام پر عقدِ

اجارہ ہورہا ہے وہ شرعًا جائز ہو، حرام، مکروہ نہ ہو، تاہم ناول کی وہ کتابیں جو بنیادی طور پر پڑھنے والے کے ادبی ذوق کو زندہ رکھنے اور ان کی ادبی صلاحتیوں کو اجاگر کرنے کے لیے لکھی گئی ہوں تو ان کتابوں کے پڑھنے اور تصحیح وغیرہ کر کے اجرت لینا جائز ہے۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144405100198)

فلم، سیریل، اور ڈاکومنٹری وڈیوز کا ترجمہ کرنے اور اس پر اجرت لینے کا حکم

مترجم ہونے کی حیثیت سے کسی بھی جائز چیز کی ترجمانی کر کے اس پر اجرت لینا جائز ہے، البتہ ایسی چیزیں جن کا دیکھنا یا سننا ہی حرام ہے، یا ایسی باتیں جو معاشریں کے لیے بے حیائی یا نوجوان نسل کی گم راہی کا سبب بنیں، از روئے شرع ایسی باتوں کی ترجمانی کرنا اور اس پر اجرت لینا ناجائز ہوگا۔

فلم، سیریل، یا مختلف ڈاکومینٹری ویڈیوز جان دار اور انسانی تصاویر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ان کا دیکھنا ہی فی نفسہ حرام ہے، اسی طرح مذکورہ چیزیں شرعی وعرفی مفاسد مثلاً میوزک، من گھڑت جھوٹے واقعات، اور خواتین کی بے حیاء تصاویر پر بھی مشتمل ہوتی ہیں جو معاشرے پر ایک منفی اثر ڈالنے کے ساتھ ساتھ نوجوان نسل کو اسلامی تہذیب واقدار سے دور کرنے کا ذریعہ بھی بن رہی ہیں، لہذا ایسے فلم، یا سیریل، یا مذکورہ مفاسد پر مشتمل ڈاکومینٹری ویڈیوز کا ترجمہ کرنا اور اس پر اجرت لینا ناجائز ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسے گناہ کے کام کی بنیاد بھی رکھنا ہے کہ جو بھی مذکورہ گناہ کے کام کرے گا (یعنی فلم وغیرہ دیکھے گا) مترجم کا بھی اس گناہ میں حصہ ہوگا، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اور جس شخص نے مسلمانوں میں کسی برے طریقے کی ابتدا کی اور اس کے بعد طریقے پر عمل کیا گیا تو اس طریقے پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والے کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔" (مرقاۃ المفاتیح، کتاب العلم، ج:1، ص:292، ط: دار الفکر)

البتہ جو ڈاکومینٹریز شرعی اور عرفی مفاسد سے خالی ہوں ان کا ترجمہ کرنے اور اس

کی اجرت لینے کی اجازت ہوگی، یعنی جان دار کی تصاویر، من گھڑت قصے، میوزک اور بے حیائی کی باتوں وغیرہ پر مشتمل نہ ہوں۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144204200439)

star-clicks سے پیسے کمانا

ایڈ (اشتہار) پر کلک کر کے آن لائن پیسے کمانے کا جو طریقہ آج کل رائج ہے وہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر ناجائز ہے:

1- اس میں ایسے لوگ اشتہارات کو دیکھتے ہیں جن کا یہ چیزیں لینے کا کوئی ارادہ ہی نہیں، بائع کو ایسے دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ دکھانا جو کہ کسی طرح بھی خریدار نہیں، یہ بیچنے والے کے ساتھ ایک قسم کا دھوکا ہے۔

2- جان دار کی تصویر کسی بھی طرح کی ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں، لہذا اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ بھی جائز نہ ہوگی۔

3- ان اشتہارات میں خواتین کی تصاویر بھی ہوتی ہیں جن کا دیکھنا بدنظری کی وجہ سے مستقل گناہ ہے۔

4- اس معاملے میں جس طریق پر اس سائٹ کی پبلسٹی کی جاتی ہے جس میں پہلے اکاؤنٹ بنانے والے کو ہر نئے اکاؤنٹ بنانے والے پر کمیشن ملتا رہتا ہے جب کہ اس نے نئے اکاؤنٹ بنوانے میں کوئی عمل نہیں کیا، اس بلا عمل کمیشن لینے کا معاہدہ کرنا اور اس پر اجرت لینا بھی جائز نہیں۔ شریعت میں بلا محنت کی کمائی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور اپنی محنت کی کمائی حاصل کرنے کی ترغیب ہے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو افضل کمائی قرار دیا ہے۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144206200717)

ویب سائٹ پر آرٹیکل لکھ کر گوگل سے اشتہارات کا کمیشن لینے کا حکم

اگر اشتہارات میں حرام چیزوں کی تشہیر نہ ہونے کے ساتھ ساتھ میوزک اور جان دار کی تصاویر بھی نہ ہوں تو ایسے اشتہارات چلانا اور ان کے ذریعہ پیسہ کمانا جائز ہوگا، بشرطیکہ اشتہارات چلانے والی کمپنی سے کیے گئے معاہدے میں کوئی اور شرعی و فقہی سقم نہ

ہو۔لیکن اگر مذکورہ ویب سائٹ پر ایسے اشتہارات ہوں جو میوزک، حرام اشیاء اور جان دار کی تصاویر وغیرہ پر مشتمل ہوں تو چوں کہ ان چیزوں کے بنانے کی طرح ان کی ترویج اور تشہیر بھی شرعاً ناجائز ہے؛ اس لیے ایسے اشتہارات اپنی ویب سائٹ پر لگانا گناہ کے کام میں معاونت ہوگا، اور اس سے پیسہ کمانا ناجائز ہوگا۔

ہماری معلومات کے مطابق اگر ایڈ چلانے والی کمپنیوں کو اپنی ویب سائٹ وغیرہ پر ایڈ چلانے کی اجازت دی جائے تو اس کے بعد وہ ملکوں کے حساب سے مختلف ایڈ چلاتے ہیں، مثلاً اگر پاکستان میں کوئی اشتہار چلاتے ہیں تو مغربی ممالک میں اس پر وہ کسی اور قسم کا اشتہار چلاتے ہیں، یوزرز کی طلب اور ترجیحات کو سامنے رکھ کر وہ اشتہارات کا انتخاب کرتے ہیں، جس میں بسا اوقات ویب سائٹ چلانے والے کے نہ چاہتے ہوئے بھی حرام اور ناجائز چیزوں کی تشہیر ہو جاتی ہے؛ لہٰذا اس طریقے سے کمانے سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144206200736)

سابقہ آسمانی کتب کا سیکھنا اور غیر مسلموں کو پڑھانا

قرآنِ مجید کے نازل ہونے کے بعد پچھلی انبیاء پر نازل شدہ تمام کتابیں منسوخ ہوگئی ہیں، نیز ان کتابوں میں بعد کے لوگوں نے بہت زیادہ تحریف کردی ہے، جس کی وجہ سے صحیح اور غلط کا اندازہ بھی مشکل ہے، اس لیے قرآنِ مجید کے علاوہ کسی بھی آسمانی کتاب کی تعلیم جائز نہیں ہے، البتہ اگر کسی شخص کو اسلام کے اَحکام پر مکمل عبور حاصل ہو اور وہ ان کتب کا مطالعہ اس لیے کرے؛ تاکہ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دے سکے تو اس کی اجازت ہوگی۔

الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار)(1/175):

وقد نهينا عن النظر في شيء منها سواء نقلها إلينا الكفار أو من أسلم منهم."

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144206201365)

انٹرنیٹ اور ٹی وی کیبل کا کام کرنا

واضح رہے کہ جس چیز کا جائز اور ناجائز دونوں طرح استعمال ہوسکتا ہو اس کی خرید وفروخت، سپلائی، ریپیرنگ وغیرہ جائز ہے، اگر کوئی شخص اس کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا، لیکن جس چیز کا استعمال ہی ناجائز ہو یا وہ معصیت (گناہ) ہی کا آلہ شمار ہوتا ہو اس کی خرید وفروخت یا اس میں کسی قسم کا تعاون جائز نہیں ہے۔

اس تفصیل کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ ٹی وی کا استعمال جان دار کی تصاویر پر مشتمل پروگرام دیکھنے میں ہوتا ہے اور ان پروگراموں میں فحش تصاویر نہ بھی ہوں تب بھی بوجہ تصویر ہونے کے از روئے شرع ان کا دیکھنا اور دکھانا حرام ہے، جب کہ ٹی وی پر آنے والے اکثر پروگرام فحاشی، عریانیت اور بے حیائی پر مشتمل ہوتے ہیں، ٹی وی کا جائز استعمال نہ ہونے کے برابر ہے جب کہ اس کی غرض ہی ناجائز کے لیے ہے، اس لیے ٹی وی معصیت کا آلہ ہے، لہٰذا ٹی وی کی خرید وفروخت اور کاروبار ہی جائز نہیں ہے، جب ٹی وی ہی معصیت کا آلہ ہے تو ٹی وی کیبل اس کے لیے معاون ہے، اور ٹی وی کیبل سپلائی کرنے والا براہِ راست اس گناہ کے کام میں تعاون کرنے والے ہوتا ہے، لہذا ٹی وی کیبل کا کام کرنا، یا اس کی سپلائی کرنا، خواہ وہ کمپنی کرے یا کوئی فرد دوسرے کو دے بہر صورت ناجائز ہے، اور اس قدر آمدنی بھی حلال نہیں ہوگی۔

جب کہ انٹرنیٹ کیبل وغیرہ کا جائز اور ناجائز استعمال دونوں طرح ہے، انٹرنیٹ محض ٹی وی پروگرام دیکھنے کے لیے مختص نہیں ہے، بلکہ انٹرنیٹ کے ذریعے بہت سے جائز کام بھی کیے جاسکتے ہیں، اس لیے انٹرنیٹ کیبل کی سپلائی اور شیئر کرنا جائز ہے، اگر اس کا کوئی ناجائز استعمال کرتا ہے تو اس کا گناہ اسی غلط استعمال کرنے والے پر ہوگا۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 200115، کتاب النوازل ۱۲ / ۴۸۷)

فلم انڈسٹری میں کام کرنے کا حکم

فلم انڈسٹری سے بننے والی فلم، سیریل، یا مختلف ڈاکومینٹری ویڈیوز، جان دار اور

انسانی تصاویر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ان کا دیکھنا ہی فی نفسہ حرام ہے، نیز بننے والی وڈیوز دیگر شرعی وعرفی مفاسد مثلاً میوزک، من گھڑت جھوٹے واقعات، اور خواتین کی حیا باختہ تصاویر پر بھی مشتمل ہوتی ہیں جو معاشرے پر ایک منفی اثر ڈالنے کے ساتھ ساتھ نوجوان نسل کو اسلامی تہذیب واقدار سے دور کرنے کا ذریعہ بھی بن رہی ہیں، لہذا ایسی انڈسٹری میں کسی بھی طرح کا کام کرنا شرعًا گناہوں کے ارتکاب اور اس پر معاونت کی وجہ سے ناجائز وحرام ہے، نیز اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسے گناہ کے کام کی بنیاد بھی رکھنا ہے کہ جو بھی مذکورہ گناہ کے کام کرے گا (یعنی فلم وغیرہ دیکھے گا) تو اس انڈسٹری میں کام کرنے والے فرد کا بھی اس گناہ میں حصہ ہوگا۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر : 144212202053)

ایسا آرٹیکل لکھ کر فروخت کرنا جس پر کمپنی اشتہارات چلائے

اگر آرٹیکل کا مواد کسی قسم کے غیر شرعی مضامین پر مشتمل نہ ہو، نیز جس ویب سائٹ کو فروخت کر کے اجرت لی جاتی ہے اس ویب سائٹ کے مالکان اپنی ویب سائٹ پر جو اشتہارات چلاتے ہیں ان اشتہارات میں حرام چیزوں کی تشہیر، میوزک، جاندار کی تصاویر نہ ہوں تو اس صورت میں مذکورہ ویب سائٹ کے لیے مضامین لکھ کر اجرت حاصل کرنا درست ہوگا۔ بشرطیکہ اشتہارات چلانے والی ویب سائٹ سے کیے گئے معاہدے میں کوئی اور شرعی وفقہی سقم نہ ہو۔

لیکن اگر آرٹیکل کا مواد غیر شرعی مضامین پر مشتمل ہو یا مذکورہ ویب سائٹ پر ایسے اشتہارات چلائے جاتے ہوں جو میوزک، حرام اشیاء اور جان دار کی تصاویر وغیرہ پر مشتمل ہوں تو چوں کہ ان چیزوں کے بنانے کی طرح ان کی ترویج اور تشہیر بھی شرعًا ناجائز ہے اور غیر شرعی اشتہار وغیرہ پر پابندی عائد کرنا آرٹیکل لکھنے والے کی بھی ذمہ داری ہے؛ اس لیے اس صورت میں ایسی ویب سائٹ کے لیے آرٹیکل لکھ کر اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا۔(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144308101625)

آن لائن آرڈر لے کر لوگو بنانا

اگر کوئی شخص آن لائن لوگوں سے آرڈر وصول کرتا ہے اور "لوگو" بنا کر پیسہ وصول کرتا ہے تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، اور یہ کمائی بھی حلال ہوگی بشرطیکہ اس میں کوئی حرام کام شامل نہ ہو، مثلاً جاندار کی تصویر یا موسیقی وغیرہ۔ اگر کام حرام ہوگا تو اس کی اجرت بھی حرام ہوگی۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144307102525)

ویڈیو کا سکرین شاٹ لینے پر ملنے والی اجرت کا حکم

جاندار کی تصویر بینی اور تصویر سازی شرعاً ناجائز اور حرام ہے احادیث میں اس کی سخت وعید آئی ہے، نیز گناہ کے کام پر اجرت لینا بھی جائز نہیں ہے، لہذا کسی ویڈیو کا لنک کھول کر جاندار کی ویڈیو دیکھنے اور اس ویڈیو کا اسکرین شاٹ لینے پر اجرت لینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، لہذا یہ کام درست نہیں۔ (بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: 144402100227)

آن لائن کمپنی کے لیے طلبہ کے داخلہ کروانے پر کمیشن لینے کا حکم

سوال: میں جس آن لائن اکیڈمی میں کام کرتی ہوں وہاں مختلف کورسز ہوتے ہیں، جیسے free lance graphic youtube video editing desing اسی جیسے کورسز ہوتے ہیں، ان کی تشہیر کے لیے اکیڈمی ECO ایک ویڈیو کی صورت میں اشتہار بناتی ہے، جس میں BACK GROUND میں میوزک بھی ہوتا ہے، اب ہمارا کام یہ ہوتا ہے کہ ہم ان کورسز میں آنے والے طلباء کو enroll کرتے ہیں، اسی پر ہمیں فی طالبعلم دس یا پندرہ فیصد کمیشن ملتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کمیشن میرے لیے حلال ہے یا نہیں؟ کیوں کہ مجھے جس student پر کمیشن مل رہا ہے وہ اسی موسیقی والے اشتہار کو دیکھ کر آتا ہے۔

جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ کمپنی میں کرائے جانے والے کورسز میں خلاف شرع امور "مثلاً: طلبہ کو جاندار کی ویڈیوز اپلوڈ کرنے یا انہیں آڈٹ کرنے کے طریقے سکھانا یا میوزک چلانے کے طریقے بتانا" وغیرہ ہوتے ہیں، تو ایسے کمپنی کے

اشتہارات شائع کرنااور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینااور آنے والے لوگوں کو enroll کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر ان کورسز میں کوئی خلافِ شرع امر نہ ہوتو اس کمپنی کے طلباء اور اسٹوڈنٹس کی انرولمنٹ کروانے پر کمیشن لینا شرعاً درست ہے۔

البتہ اس ادارے کی تشہیر کے لئے میوزک یا کسی بھی غیر شرعی ذریعہ کا اختیار کرنا فی نفسہ ناجائز اور باعث گناہ ہے، جس سے اجتناب لازم ہے۔

(بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144403102235)

مسلم اقلیتی ممالک میں سرکاری غیر شرعی ملازمت کا حکم

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

السوال: ایک مسئلہ بہت سے دریافت کرنا چاہتا تھا، اب کے زبانی بھی موقع نہ ملا۔ وہ یہ ہے کہ عدالتی عہدے خواہ تنخواہ دار ہوں، مثلاً سب ججی، منصفی، ڈپٹی کلکٹری، تحصیلداری، خواہ بلا تنخواہ مثلاً آنریری مجسٹریٹی غیر مسلم حکومت کے تحت میں قبول کرنے جہاں فیصلے لامحالہ غیر اسلامی قانون کے مطابق کرنا پڑیں گے، کہاں تک جائز ہے؟ بظاہر تو صورت عدم جواز ہی کی معلوم ہوتی ہے؛ لیکن اگر یہ عہدے سرے سے نہ قبول کیے جائیں تو امت اسلامیہ کے دوسرے مصالح فوت ہوتے ہیں، جناب کی کسی تحریر میں کوئی قول اس باب میں نہیں دیکھا؛ ورنہ الگ دریافت کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

الجواب: میں نے اس کے متعلق لکھا تو ہے؛ مگر اس وقت مقام مجھ کو بھی یاد نہیں؛ اس لیے اس وقت جو ذہن میں حاضر ہے مختصراً عرض کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ بعض افعال ایسے ہیں کہ شرعی کلی قانون سے حرام ہیں؛ لیکن ضرورت میں مشرعاً ہی اُس کی اجازت دے دی جاتی ہے، خواہ نصاً خواہ اجتہاداً، جیسے اکلِ میتہ، تناول خمر مخمصہ میں یا اکراہ میں یا اساغۃ لقمہ خاصہ کے لیے ایسے ہی افعال میں باقتضاءِ قواعد یہ مناصب مسئولہ عنہا بھی داخل کیے جاسکتے ہیں؛ اگرچہ کوئی نقل جزئی اس وقت میری نظر

میں نہیں؛ مگر کلیات ونظائر سے تمسک ممکن ہے، چنانچہ اس کی نظیر فقہاء نے ذکر کی ہے۔

دَفْعُ النَّائِبَةِ وَالظُّلْمِ عَنْ نَفْسِهِ أَوْلَى إِلَّا إِذَا تَحَمَّلَ حِصَّتَهُ بَاقِيهِمْ وَتَصِحُّ الْكَفَالَةُ بِهَا وَيُؤَجِّرُ مَنْ قَامَ بِتَوْزِيعِهَا بِالْعَدْلِ أَيْ بِالْمُعَادَلَةِ كَمَا عَبَّرَ فِي الْقُنْيَةِ أَيْ بِأَنْ يَحْمِلَ كُلُّ وَاحِدٍ بِقَدْرِ طَاقَتِهِ؛ لِأَنَّ لَوْ تَرَكَ تَوْزِيعَهَا إِلَى الظَّالِمِ رُبَّمَا يَحْمِلُ بَعْضُهُمْ مَا لَا يُطِيقُ فَيَصِيرُ ظُلْمًا عَلَى ظُلْمٍ فَفِي قِيَامِ الْعَارِفِ بِتَوْزِيعِهَا بِالْعَدْلِ تَقْلِيلٌ لِلظُّلْمِ فَلِذَا يُؤَجَّرُ وَهَذَا الْيَوْمُ كَالْكِبْرِيتِ الْأَحْمَرِ بَلْ هُوَ أَنْدَرُ. (درمع الرد ۲/۳۳۶)

نظیر ہونا ظاہر ہے، کہ مقصود کا فی نفسہ غیر مشروع ہونا اور اہل کے ہاتھ میں ہونے سے اشد المفسد تین کا اخف المفسد تین سے متبدل ہو جانا دونوں میں مشترک ہے؛ البتہ کلام ضرورت میں ہے اور یہی اہم ہے۔

سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ ضرورت کی عرفی دو قسمیں ہیں: ایک تحصیلِ منفعت، خواہ دینی ہو یا دنیوی، خواہ اپنی ہو یا غیر کی، دوسری دفعِ مضرت، اسی تعمیم کے ساتھ، سو تحصیلِ منفعت کے لئے تو ایسے افعال کی اجازت نہیں، مثلاً محض تحصیل (قوت ولذت کے لیے دوائی حرام کا استعمال یا اجتماع لاستماع الوعظ کے لیے آلاتِ لہو وغنا کا استعمال ومثل ذلک) اور دفع مضرت کے لیے اجازت ہے جبکہ وہ مضرت قواعد صحیحہ منصوصہ یا اجتہادیہ سے معتد بہا ہو اور شرعی ضرورت یہی ہے۔ مثلاً دفع

مرض کے لیے دوائے حرام کا استعمال، جبکہ دوسری دوا کا نافع نہ ہونا تجربہ سے ثابت ہو گیا ہو؛ کیوں کہ بدون اس کے ضرورت ہی کا تحقق نہیں ہوتا اور مثلاً مسئلہ منقولہ مذکورہ میں بضرورتِ دفع ظلمِ اشد کے توزیع کی کہ وہ بھی ظلم اخف ہے اجازت دی گئی۔

پس یہی تفصیل واقعہ مسئول عنہا میں سمجھنا چاہیے کہ یہ مناصب فی نفسہ شرعاً حرام ہیں جس کی وجہ خود سوال میں بھی مذکور ہے، اور اگر عمل کے ساتھ خاص یہ فسادِ عقیدہ بھی ہو کہ حکمِ قانونی کو بمقابلہ حکم شرعی کے مستحسن اور راجح سمجھا جاوے تو کفر ہے؛ مگر اس وقت کلام صرف اس درجہ میں ہے جو محض معصیت اور حرام ہے۔

پس فی نفسہ حرام ہونے کے بعد ان کو اگر جلبِ منفعت مالیہ یا جاہیہ کی غرض سے اختیار کیا جاوے تو کسی حال میں جائز نہیں اور اگر دفعِ مضرت کی غرض سے اختیار کیا جاوے کہ اُمت مسلمہ پر کفار کی طرف سے جو مظالم اور مضرات پہنچتے ہیں اہل مناصب بقدرِ امکان ان کو اگر دفع نہ کر سکیں تو کم از کم تقلیل و تخفیف کر سکیں تو اس صورت میں حکمِ جواز کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

نوٹ: میں نے یہ مسئلہ کسی نقل جزئی سے نہیں لکھا استدلال سے لکھا ہے جس پر مجھ کو اعتماد نہیں اس لئے مناسب بلکہ واجب ہے کہ دوسرے علماء محققین سے بھی اطمینان کر لیا جاوے اور پھر بھی عمل کرتے وقت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد نفعل ونستغفر کو معمول رکھیں۔ (رسالہ صائب الکلام فی حکم مناصب الحرام در مقالات حکیم الامت، ص: ۲۷۴)

مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

اگر سب رجسٹراری میں سودی دستاویز کی رجسٹری کرنا لازم ہوتو یہ ملازمت حرام ہے؛ البتہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ مسلمان اس ملازمت کو ترک کرے گا تو اس عہدے پر ہندو آجائے گا، جو مسلمانوں سے تعصب کا برتاؤ کرے گا تو اس صورت میں عامہ اہل اسلام کی نفع رسانی کی غرض سے اس ملازمت کو اختیار کرنا بعض کے نزدیک جائز ہے، اور ہر شخص اپنی نیت کو دیکھ لے کہ واقعی یہی قصد ہے یا قصد تو مال وجاہ ہے، اور یہ محض حیلہ ہے۔ (امدادالاحکام ۳/ ۵۵۲)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

ایک اہم سوال یہ ہے کہ ایک غیر اسلامی مملکت کے کلیدی عہدوں، صدارت، وزارت تحفظ و دفاع، عدلیہ اور رکنیت، پارلیامنٹ وغیرہ پر فائز ہونا جائز ہوگا یا نہیں؟ جب کہ ایک سیکولر اور غیر مذہبی ریاست ہونے کے لحاظ سے اسے اسلامی قانون اور منصوص احکام کے خلاف فیصلوں میں شریک ہونا اور اس کی تنفیذ کا ذریعہ بننا پڑے گا۔

اُصولی طور پر ظاہر ہے یہ بات جائز نہ ہوگی؛ اس لیے کہ معصیت کی ملازمت سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ وہ کسی گنہگارانہ اور خلاف شرع بات کا اور اس کے نفاذ و ترویج کا ذریعہ بنے اور عملاً حاکمیت انہی کا انکار کرے۔

مگر اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر مسلمان ایسی ملازمتوں سے یکسر کنارہ کش اور سبکدوش ہوجائیں تو اس بات کا قوی اندیشہ

ہے کہ اسلام کے بچے کھچے آثار اور مسلمانوں کے دینی، تہذیبی اور دنیوی مفادات کا تحفظ دشوار ہو جائے گا اور مسلمان اس مملکت میں سیاسی اعتبار سے مفلوج، تہذیبی اور مذہبی لحاظ سے مجبور اور اچھوت شہری بن کر رہ جائیں گے؛ اس لیے اس عظیم تر مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے عہدوں کو بھی قبول کیا جائے گا، بلکہ مصلحت ان کے حصول کی سعی کی جائے گی، البتہ دل میں اس "غیر اسلامی نظام کی طرف سے ایک چبھن، اس پر بے اطمینانی اور اسلام کی بالاتری کا احساس تازہ رہنا چاہیے اور موجودہ حالات کو ایک مجبوری کے طور پر گوارا کرتے رہنا چاہیے۔

اس کی دلیل حضرت یوسف علیہ السلام کا فرعون مصر کے خزانے کی وزارت کی ذمہ داری قبول کرنا؛ بلکہ اس کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے، چنانچہ فقہاء کے یہاں بھی ایسی نظیر میں موجود ہیں، مثلاً یہ کہ زکوۃ کی تقسیم کا کام ایسے شخص کو لے لینا باعث اجر قرار دیا جو عدل کے ساتھ اس کام کو کر سکتا ہو؛ تاکہ ظلم سے تحفظ ہو سکے۔ (قاموس الفقہ ۱/ ۵۰۰)